جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

مناظرہ

مابین

آریہ سماج و انجمن نصرۃ الاسلام حیدرآباد (سندھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(قران کریم)

حیدر آباد سندھ

کے

عظیم الشان مناظرہ

مابین

آریہ سماج و اہل اسلام

کی مفصل اور صحیح روئداد

مرتبہ

انجمن نصرۃ الاسلام حیدر آباد سندھ

حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین منیجر چھپوایا

فہرست اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	ویدول	ویدوں	۳۷	۱۵	نعذاب	عذاب	۷۰	۹	......	۵۸۴۷
۳	۹	سنہ ۱۹۲	سنہ ۱۹۲۹	۳۸	۲۳	بیوں	بنیوں	۷۰	۱۲	گے	ترنے کے
۴	۱	وید قرآن	وید اور قرآن	۴۰	۱۹	کرتے	کرنے	″	۱۹	نوکرمنی	انوکرمنی
۴	۳	رہے	رہی	۴۳	۲۴	نمبر	۱۴۰۵	۷۱	۱	مبع	معہ
۴	۱۱	مزسب	مذہب	۴۴	۱۱	کر	کہ	۷۲	۲	نہ	یے نہ
۴	۱۲	دھر	دھرم	۴۵	۱۱	قِردَۃً	قِرَدَۃً	۷۲	۱۲	کتی	سورکتی
۴	۲۳	ص	ص ۳۲۷	۴۷	۱۹	چھٹی	چٹھی	۷۲	۲۱	پندت	پنڈت
۵	۹	حرکت ہوئی اور	حرکت نہ ہوئی	۴۹	۱۰	نقاضے	تقاضے	۷۳	۹	کہلانا	کہلاتا
۵	۱۳	زمانیں بہت	زبانیں بہت	۵۷	۳	کرد	گرد	۷۳	۲۴	ص	ص ۹۶و۹۷
۵	۱۵	جے علم	جیسے علم	۵۹	۲	قرمایا	فرمایا	۷۴	۱۱	ابلام	ایلام
۷	۱	شومس	شومت	۵۹	۳	سوامی جی کی	سوامی جی نے	۷۴	۱۸	تیں	تین
۷	۸	مدبر	مدیر	۶۱	۱۹	رکھتا	رکھنا	۷۴	۲۲	ابلام	ایلام
۷	۹	موحب	موجب	۶۲	۹	......	ریفارمر یا رسول	۷۸	۳	گرنتھ	گرنتھہ
۹	۷	حدا	خدا	۶۴	۲۳	ص	ص ۹۶و۹۷	″	″	بجروید	یجروید
۱۲	۱۳	مسعین	متبعین	۶۵	۷	کو	کہ	۷۹	۹	پانجلی	پاتنجلی
۲۱	۲۳	کیا	گیا	۶۶	۵	چاکشینی	چاکشیتی	۸۳	۱۷	رحیم	رجیم
۲۱	۱۷	بھوگ پونی	بھوگ یونی	۶۶	۱۸	باپ	پاپ	۸۴	۶	کمنی	مکتی
۲۱	۱۹	میں	ہیں	۶۷	۳	ہوتا	ہونا	۸۵	۳	غمینی	مینی
۲۲	۶	ہوتا	ہونا	۶۷	۶	آتنگلم	آنگلم	۸۹	۱۲	مپے	مینے
۲۲	۱۶	با	یا	۶۷	۷	جواس	حواس	۸۹	۱۳	شیلہ	شاید
۲۵	۱۶	نشودما	نشوونما	۶۸	۱۲	پیستر	پیشتر	۸۹	۱۵	کانیاں	کاتیاین
۲۶	۱۶	ہرایا	دہرایا	۶۸	۱۴	کوتی	کوئی	۹۰	۱۷	شتیتہ	شتیتہ
۲۷	۱۹	پہچانا	پہنچاتا	۶۸	۱۹	۸۶	۸۹	۹۷	۱	دھورتیا	دھورتا
۲۸	۳	نو	تو	۶۹	۱	گگئے	کئے	۱۰۱	۱	ہدی اللناس	ہدی للناس
۲۹	۸	پرہ تما	پرماتما	۶۹	۱۳	بحریف	تحریف	۱۰۱	۴	ہدیٰ التقین	ہدیٰ للمتقین
۳۱	۱۸	کالی	کانی	۶۹	۱۸	جھپی	چھپی	۱۰۲	۱۱	کسی	کس
۳۱	۱۹	ضررت	ضرورت	۶۹	۲۱	نیرنے	نرنے	۱۰۵	۸	الشینی	اکشینی
۳۷	۱۰	پاپندی	پابندی	۷۰	۱	چرن دلوہ	چرن دیوہ				

نوٹ۔ کتاب کے مطالعہ سے پہلے فہرست اغلاط کے مطابق کتاب ہٰذا کی اصلاح کرلیں۔

مختصر فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

حیدرآباد سندھ میں ایک عظیم الشان مناظرہ

گزشتہ دسمبر ۱۹۲۶ء کے اوائل میں آریہ سماج حیدرآباد (سندھ) کے چیلنج دینے پر انجمن نصرۃ الاسلام حیدرآباد کو ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ باہمی خط و کتابت اور رضامندی سے مندرجہ ذیل شرائط مناظرہ طے ہوئیں:۔

مناظرہ چھ دن تک متواتر ہوگا۔ مضامین مناظرہ صرف چار ہوں گے اور مندرجہ ذیل تاریخوں میں حسب ترتیب ان مختلف مضامین پر بحث ہوگی:۔

۱۔ مورخہ ۱۲۔ جنوری ۱۹۲۷ء مضمون مسئلہ تناسخ

۲۔	"	۱۳۔	"	"	"	مرنے کے بعد اسلام کا عقیدہ کیا ہے
۳	"	۱۴۔	"	"	"	قرآن شریف الہامی کتاب ہے یا نہیں؟
۴۔	"	۱۵	"	"	"	" " " " "
۵۔	"	۱۶	"	"	"	وید الہامی ہے یا نہیں
۶۔	"	۱۷	"	"	"	" " "

۷. پریزیڈنٹ ہر ایک فریق کا علیحدہ علیحدہ ہوگا۔

۸. ہر ایک مناظر کو شروع میں ہر ایک مضمون پر آدھ گھنٹہ ملے گا بعد میں دس دس منٹ۔

۹. ہر ایک مضمون پر مدعی اپنی طرف سے دعوے اور دلائل پیش کرے گا۔ جن پر معترض اعتراض کرے گا۔

۱۰۔ مناظرہ میں حوالجات کے لئے ہر دو فریق کا مدار صرف وید قرآن شریف پر ہوگا۔
اس کے علاوہ سکرٹری صاحب انجمن نصرۃ الاسلام کی طرف سے اس امر کی بہت ہی کوشش کی گئی کہ مناظرہ تحریری ہو مگر آریہ سماج بمشورہ اپنے مناظرین اس پر بضد رہے کہ نہیں ہم مناظرہ تحریری نہیں کریں گے۔ اگر یہ مناظرہ تحریری ہوتا تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت کارآمد مناظرہ کی کتاب ہوتی اور دونوں طرف کے ہندو مسلم سمجھ دار لوگوں کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی اور کسی کو اخبارات میں غلط پروپیگنڈا کر کے جھوٹی فتح کے شادیانے بجانے کا موقعہ نہ ملتا۔ مگر سماجی دوستوں نے جو مسلمانوں کی نسبت زیادہ معاملہ فہم واقع ہوئے ہیں اس فیصلہ کی طرف آنا اپنے لئے مضر سمجھا۔ دوران مناظرہ میں ایک سندھی ہندو اخبار میں یہ خبر پڑھی گئی کہ مناظرہ کامیابی سے ہو رہا ہے جو شخص اس کی سب سے اعلیٰ رپورٹ مرتب کر کے آریہ سماج کو دے گا اس کو انعام دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ مناظرہ کرنے والوں کے سوا کوئی شخص مکمل طور پر ان مضامین کو جمع نہ کرسکتا تھا اور پھر لکھنے والے کے نوٹوں پر اس کے مذہب کا عکس پڑنا یقینی امر تھا۔ (خصوصاً اس صورت میں کہ کسی گروہ کے مذہبی ریفارمر نے دھرم کی خاطر جھوٹ بولنے کو بھی اچھا قرار دیا ہو۔ ستیارتھ پرکاش ص۳۳) ایسی صورت میں یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ ادھر تو آریہ سماج نے تحریری مناظرہ سے انکار کر دیا ہے اور ادھر انعام کا لالچ دے کر رپورٹ لکھوائی جا رہی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ میدانِ مناظرہ میں اپنی شکست چھپانے کے لئے غلط سلط اور جھوٹ پر مملو رپورٹ شائع کر دیں۔ چنانچہ مناظرہ کے بعد پنجاب کے آریہ اردو اخبارات میں بہت کچھ بے سروپا غلط افواہیں اور آریوں کی فتح کا جھوٹا پروپیگنڈا کرنا بھی شروع کر دیا گیا۔ احتیاطاً مناظرہ کے نوٹ دورانِ مباحثہ ہی میں ہم لوگوں نے مرتب کرنے شروع کر دیئے تھے تاکہ باطل اپنے غلط پروپیگنڈا سے پبلک کو غلطی میں نہ ڈال سکے۔ اس رپورٹ کے مرتب کرنے میں بہت ہی احتیاط کی گئی ہے۔ مناظرہ کے متعلق یہ لکھنا کہ وہ مسلمانوں کے حق میں فتح مبین کا حکم رکھتا ہے ایک حقیقت کا اظہار ہے اور امید تو یہی ہے کہ آئندہ آریہ سماج اگر زندہ رہی تو پھر مسلمانوں سے مناظرہ کا نام تک نہ لے گی اور اپنی زندگی کے باقی دن شرم آمیز خاموشی ہی میں گزار دے گی اور اگر اس نے کوئی اور جان توڑ انگڑائی لی تو کم از کم گزشتہ عادت کے مطابق ان بدنام کنندہ

آریہ سماج کو دوبارہ مناظرہ کے لئے نہیں بلائے گی جن کو آیت اُنّیا بُلّاً وحی مَتْلُوّ ۔
مُنتہیٰ ہی الارب اور فاعل مختار کو فعل مختار پڑھنے اور ادا کرنے کی قابلیت ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں
کہ ایسے کم علم اور نالائق لڑکوں کے سامنے مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ، یا باخلیل داس صاحب
چترویدی اور مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت علماء کو پیش کرنا ان بزرگ ہستیوں
کی ہتک کرنا ہے ۔ امید ہے کہ آئندہ آریہ سماج اپنے فخر و ناز پنڈت رام چندر دہلوی
ہی کو حیدر آباد میں مناظرہ کی تکلیف دے گی جنہوں نے اپنی نکتہ رس طبیعت سے فوراً
بھانپ لیا کہ حیدر آباد میں بھی سکندر آباد ضلع بلند شہر جیسی شکست فاش آریہ سماج کو یقیناً
ملے گی مصلحت اسی میں ہے کہ ادھر کا رخ نہ کروں اور اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ٹیلیفون اور ٹیلیگرام کی
بھرمار کے باوجود بھی پنڈت رامچندر کی رگِ حمیت کو حرکت نہ ہوئی اور شعبہ مناظرہ نہایت امن و خوش
اسلوبی سے ہوا ۔ مگر آریہ سماج پر وہ گھڑی کتنی مشکل اور کٹھن گزری ہوگی جب ستیہ دیو اپنی
زلفِ دراز میں خود ہی الجھا ہوا کھڑا تھا اور پنڈت دھرم بھکشو باوجود تیس روپے کی شرط
بدنے کے ویدوں میں سے خدائے واحد یا کلمۂ توحید کا ایک بھی منتر نہ پیش کر سکا۔ ہم مانے
لیتے ہیں کہ دین حق پر حملہ کرنے کے لئے تمہاری زبانیں بہت ہی تیز ہیں مگر خدارا اتنا تو سوچو کہ
جن ویدوں کے اندر باایں ہمہ ضخامت و حجم اور درازئی سن و سال خدا کی توحید اور ہستی کے ثبوت
کا ایک بھی منتر موجود نہیں وہ الہامی کیسے ہوگیا؟ ہاں اس مجموعہ پارینہ میں جسے علم اور دنیا
کا بھنڈار سمجھا جاتا ہے جو اس کی دنیا ہومیشہ ہال میں ظاہر ہوئی وہ ویدک دھرمیوں پر اس حقیقت
کو آشکارا کردیتی ہے کہ جو بابو کرشن کمار دت بھٹا چاریہ پروفیسر سنسکرت پریذیڈنسی کالج کلکتہ
نے رگوید کے متعلق دی:۔

رگ وید کے ایک ہزار بھجن کی مثال ایک لق و دق جنگل اور ہولناک بیابان
کی مثال ہے جس میں جدھر نگاہ کرو خار دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نظر
نہیں آئے گا ۔ اگر ان میں کوئی عمدہ بات ہو تو شاذ و نادر ہی ہوگی ۔ (ٹیگور
لائیکچرز متعلقہ ہندو جائنٹ فیملی) اور آریوں کی تمام تر جدوجہد اور سوامی
دیانند کی کوششیں کہ ویدوں میں سے نئے نئے علوم نکالیں ایک بے سود سعی

لاحاصل ہے کہ جس کی نسبت پروفیسر میکس مولر جیسے سنسکرت لٹریچر کے علامۂ دہر نے کیا خوب کہا:-

It is possible that Dayanandji can get triumph for a while in his free supports for Vedic Principal but it is not wrong to say that the wind of Western Civilization will extinguish soon his burning lamp.

(A refutation of the Satyartha Parkash of Pundit Dayananda)

(ترجمہ) اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ دیانندجی کی بے بنیاد کوششیں جو وہ ویدوں کے اصولوں کے لئے کر رہے ہیں کچھ عرصہ کے لیئے کامیاب ہو جائیں۔ مگر یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ مغربی تعلیم و تہذیب کی تیز و تند ہوا دیانند کی اُن کوششوں کا چراغ گل کر دے گی۔ (ابطال ستیارتھ پرکاش مصنفہ میکس مولر صاحب)

شاید کسی آریہ دوست کو سوامی دیانندجی کے وید بھاش (ویدوں کی تفسیر) کی نسبت فضلائے سنسکرت کی ان آراء کو پڑھ کر یہ خیال گزرے کہ چونکہ یہ لوگ سوامی جی کے خلاف مذہب رکھتے تھے۔ اس لئے ان کی آراء تعصب پر محمول بھی جا سکتی ہیں۔ مگر ہم ایسے نکتہ چینوں کی خاطر آریہ فضلائے سنسکرت کی آرا بھی سوامی دیانندجی کی نسبت پیش کئے دیتے ہیں۔

(سوامی دیانند کی نسبت آریہ فضلا کی آراء)

میں اس جگہ خود آریہ سماج کے مایۂ ناز مسلمہ لیڈروں کے دو تین حوالجات پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ لالہ لاجپت رائے صاحب ایم۔ اے نے اپنی آریہ سماج سے شدت محبت کے دنوں میں سوامی دیانند کی ایک سوانح عمری لکھی ہے۔ اُس میں آپ لکھتے ہیں کہ "اس کے علاوہ ہم خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی نے اپنے جیون (زندگی) میں کئی

دیانند جی عمر بھر اپنے عقاید بدلتے رہے

مرتبہ اپنی رائیں تبدیل کی ہیں - ایک وقت تھا کہ وہ شیو مت کو پرتی پادن (قایم و جاری) کرتے تھے اور رُدراکش (کنٹھی مالا) رکھتے تھے - پھر ایک وقت آیا کہ وہ اُس کا کھنڈن کرنے لگے۔ ایک وقت تھا - کہ وہ نجات کو میعادی نہیں مانتے تھے (دیکھو مباحثہ چاندپور) پھر ایک وقت آیا کہ اُنھوں نے اپنی رائے تبدیل کردی وغیرہ وغیرہ - کس کو معلوم ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو اپنی زندگی میں اور کیا کیا رائیں تبدیل کرتے جتنی عمر بڑھتی تھی۔ اتنا ہی علم و عقل بھی ترقی

بات اصل میں یہ ہے کہ سوامی جی کو اکثر مباحثے مسلمانوں کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے - اس لئے اُن کو جلد جلد عقیدہ تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہتی تھی۔ چنانچہ چاندپور کا مباحثہ مسلمانوں کے ساتھ ہی تھا - اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مدیر مدرسہ دیوبند کے سوامی جی سے مباحثات اکثر ان کے تبدیل عقیدہ کا موجب ہوئے ہیں - یہ ایک ثابت شدہ امر ہے - اور کسی کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں - ہندو مذہب کی تجدید میں اور آریہ مذہب کے ضوابط کی تدوین میں اُنھوں نے بار بار اپنی رائے کو بدلا - ابتدا میں وہ شولنگ کی پوجا اور مورتی پوجا کرتے تھے - ۲۱ برس کی عمر تک آپ شیومت کے عقیدہ پر قائم رہے - اور اُس کی اشاعت کرتے رہے اور کئی ایک لوگوں کو بُت پرستی کی تلقین کر کے شولنگ کے پجاری بنایا - (سوانح عمری دیانند مولفہ لالہ لاجپت رائے)

پنڈت نردیو شاستری کی رائے

ایک اور آریہ فاضل پنڈت نردیو شاستری جنھوں نے آریہ سماج کی تاریخ کے نام سے ایک حصہ شایع کیا ہے - اور وہ آریوں کے مہاودیالہ جوالاپور کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں - وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں کہ "سوامی جی کا مقصد کوئی نیا مذہب چلانے کا نہیں تھا۔ ان کو کوئی ضد نہیں تھی - بھول چوک لینے کے لئے وہ ہمیشہ تیار رہتے تھے" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھتے ہیں کہ "اگر سوامی جی اب تک زندہ رہتے تو یہ سراسر ممکن ہے کہ آریہ سماج کی یہ موجودہ شکل نہ رہتی - بہت سی اپنی لکھی ہوئی باتوں میں نہیں معلوم کتنا تغیر و تبدل کر جاتے"

آریہ فضلاء کی ان سب بے لاگ آرا سے یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام کی صداقت نے سوامی جی کو تمام عمر چین نہیں لینے دیا - اور وہ اپنی زندگی بھر کسی بات پر قائم نہیں رہے - اور اگر اور بھی وہ زندہ رہتے تو وہ یقیناً ہندو مذہب کو اسلام کا لباس پہنا کر جاتے۔ میں

علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ ویدوں کے اندر قطعاً اس توحید کا پتہ نہیں ملتا جو سوامی جی نے اپنی کتابوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب "آریہ سماج کے اتہاس" میں قابل مصنف نے سوامی دیانند اور آن کی تفسیر وید کی نسبت بھی اپنی بے لاگ رائے لکھ دی ہے۔ اور صاف لکھا ہے کہ یہ تفسیر صرف لوگوں کے دکھلاوے کے طور پر لکھی گئی ہے۔ اور صرف وقت کا راگ گایا گیا ہے۔ سائن آچاریہ (قدیم مفسر وید) کی تفسیر کے بالمقابل اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ صد ۱۸۵

اصل بات یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ میں وید کے ماننے والے مختلف فرقوں کی دشمنی اور خودغرض لوگوں کی اغراض فاسدہ نے ان کتابوں کے اندر اس قدر تحریف کر دی ہے۔ کہ اب بقول فاضل سنسکرت بابو کرشنا کمار دت بھٹاچاریہ پروفیسر سنسکرت پریذیڈنسی کالج کلکتہ "کہ اگر ان میں کوئی عمدہ بات بھی ہے تو شاذ و نادر" لاکھ ان ویدوں کی بنا بنا کر تفسیر کی جائے مگر پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ سوامی جی نے تفسیر کی اور بڑی کوشش کی۔ کہ اس کو زمانہ کی ضرورت کے مطابق دکھایا جائے مگر ابھی اس پر نصف صدی بھی نہیں گزرنے پائی کہ خود آریہ سماج نے اُس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ اور آج اس تفسیر کو دیانند جی کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی انہیں شرم آتی ہے[۱]۔ اور اب نئے ایڈیشن میں صاف لکھ دیا ہے۔ کہ یہ تفسیر ... نہیں بلکہ دوسرے پنڈتوں کی ہے[۲]۔ اور یہ اعلان سوامی دیانند جی اور آریہ سماج کی ناکامی کی بین دلیل ہے۔

---

[۱] آریہ دوستو! کیا پروفیسر میکسمولر کی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی؟

[۲] یہ رائے سوامی جی کی ہندی تفسیر کی نسبت ہے۔ سنسکرت تفسیر کے متعلق بھی آریہ سماج نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ پنڈتوں نے اس میں تغیر و تبدل کر دیا ہے۔

آزاد خیال ہندوؤں کے اسلام کے متعلق خیالات

آزاد خیال اور تعلیم یافتہ محقق ہندوؤں نے ہمیشہ اسلام کی تعریف کی ہے۔ اور اس مذہب کے پیشوا آنحضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیحد عزت و تکریم کرتے ہیں۔ مشہور آریہ سماجی مناظر پنڈت رامچندر جی لکھتے ہیں:-

"بلا لحاظ اس امر کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کس مذہب اور کس ملت سے تعلق رکھتے تھے۔ میں ایک دم یہ کہنے کو تیار ہوں کہ آنحضرت درحقیقت ایک عجیب آدمی تھے۔ بہادر تھے۔ مستقل مزاج تھے ایشور وشواشی (خدا پر یقین رکھنے والے) تھے۔ یہ کیا کوئی کام تھا عرب جیسے ملک کو اتنا سدھار دیا۔ میں یہ اس لئے نہیں لکھ رہا ہوں کہ کسی نے مجھ سے ایسا لکھنے کے لئے کہا ہے۔ بلکہ درحقیقت میرا ایسا ہی یقین ہے جس کو میں ہر جگہ کہنے کو تیار ہوں۔ مجھے اپنی زندگی میں وہ وقت بڑا بار گزرتا ہے۔ جبکہ مجھ کو کسی دو بزرگوں کی زندگی کے تقابل کرنے کے نامناسب کام کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ بزرگ کے نیک خصائل کی تقلید کریں اور بدوں کو چھوڑ دیں۔ تاکہ خود کو نیک بننے کا موقع ملے۔

میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنے لئے کئی باتوں میں سبق آموز پاتا ہوں۔ اور دل سے اُن کی خوبیوں کا قائل ہوں۔ یہ بڑا کمینہ پن ہو گا کہ محض مذہبی غیریت سے کوئی کسی بزرگ کی خوبیوں کا اعتراف بھی نہ کرے۔

چودھری دلورام صاحب کوثری لکھتے ہیں ؎

کچھ بعثتِ نبی کے زمانہ پہ غور کر — اُس دم عرب میں کوئی نہ کالج سکول تھا
ملکِ عرب میں دورِ جہالت تھا ہر طرف — بو جہل اک نمونۂ [illegible] جہول تھا
قرآں کی پھر عبارتِ بےمثل دیکھ تو — یہ سوچ کیسے وقت میں [illegible]
اس جہل کے زمانہ میں لایا جو یہ کتاب — ثابت ہوا یہ صاف وہ [illegible] تھا

قرآن کا جواب نہ ہوگا۔ نہ ہے کہیں ‏ ‏ کذاب نے جو لکھا، وہ بالکل فضول تھا
قرآں کہلاتا ہے معجزہ اُمی خطاب کا ‏ ‏ کی غور جس نے پھر اُسے مطلب حصول تھا
قرآن جب سے پڑھتا ہوں۔ دل خوش ہی کو تُو گیا
قرآں بغیر دل مرا ہر دم ملول تھا

ہمارے سکھ بھائیوں کی مشہور مذہبی کتاب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۰۰ سطر ۲۲ میں لکھا ہے :۔

اوّل خود خدا سی قدرت نور کیا ئے ‏ ‏ برھما وشن۔ مہیش تین پھر قدرت نے بنائے
راجس سہاسک تا سی ایہا گن ات کیں ‏ ‏ تینوں مل غلیظ ہوئے تا نبے بھی زمیں
اوّل آدم مہیش ہوئے دو جا برھا ہوئے ‏ ‏ تریجا آدم دھا دیو محمدؐ کہے سب کوئے

یعنی برھا وشن مہیش اور مہادیو جو ہندوؤں کے دیوتا ہیں حضرت محمدؐ میں ان تمام کی صفتیں جمع ہیں اور حضرت محمدؐ جامع جمیع صفاتِ کاملہ ہیں۔

جناب ناتھ جلال پوری جائنٹ ایڈیٹر اخبار "ملاپ" لکھتے ہیں :۔
"قرآن شریف کا متعدد بار مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت محمد صاحب نے عرب میں جو اصلاحی کام شروع کیا تھا۔ اُس کے لئے اگرچہ آپ کو اپنے کثیر التعداد ہم وطنوں سے حد سے زیادہ اذیتیں دیں۔ لیکن عرب کی خوش قسمتی سمجھئے کہ اسی اصلاح کی بدولت عرب کا نام تواریخ میں دوام حاصل کر گیا۔ اگر حضرت محمدؐ صاحب اپنی زندگی کا بہترین حصہ اپنے ابنائے وطن کے لئے وقف نہ کرتے تو عین ممکن ہے کہ عرب جغرافیائی لحاظ سے جس طرح برّاعظم ایشیا کے Desert Region صحرا میں واقع ہے۔ ویسے تاریخی طور پر بھی گمنام خطہ رہتا۔

حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی کے تین ایسے پہلو ہیں جو ہر ایک شخص کے لئے سبق آموز ہیں۔ ایک تو آپ کو پرماتما کی ہستی پر یقین کامل تھا۔ دوسرے آپ نے اپنے عمل سے

اپنے پیروؤں کو اخوت اور مساوات کا سبق دیا۔ تیسرے آپ کے برتاؤ میں ایسی کشش پائی جاتی تھی کہ آپ کے کثیر التعداد معتقدین آپ کی خاطر مشکل مہم کا بیڑا اٹھانے سے مطلقاً پس و پیش نہ کرتے تھے۔"

مسٹر بھوپندر ناتھ باسو فرماتے ہیں :۔

"مذہبی تعلیمات کی صحت بخش اسپرٹ کے تحت میں ذاتی مثال سے آنحضرت صلعم نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا سیاہ فام فرزند بھی عرب قبیلہ کے معزز ترین سردار کا ہم پلہ متصور ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ رواداری و مساوات کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلا دیں، پیغمبر اسلام نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتا تھا۔ بلکہ خود بھی ان پر عامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ کے انتقال کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے ایک خاکروب بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان سے مساوات کا دعوے کر سکتا ہے۔" (آستانہ)

اسلام اور بانی اسلام کی شان میں اگر غیر مذاہب کے ذمہ دار اصحاب کی آراء جمع کی جائیں تو ہزار دو ہزار صفحہ کی ایک کتاب بن سکتی ہے۔ ہم نے اپنے ہی ملک کے چند زندہ اصحاب کے خیالات اوپر درج کئے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مغربی حکما اور فیلسوفوں اور ذمہ دار اصحاب کے خیالات حسب ذیل ہیں :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو محض اُمّی تھے۔ مگر عقل و رائے میں یگانہ روزگار تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی مگر اکثر خاموش رہتے تھے۔ طبیعت کے حلیم۔ خلق کے نیک۔ اللہ سبحانہ تعالے کا ذکر کیا کرتے تھے۔ لغو بات زبان سے کبھی نہ نکالتے۔ آپ کے نزدیک حقوق کے نبٹنے کے وقت قریب و بعید قوی و ضعیف سب برابر تھے۔ مساکین کو آپ دوست رکھتے۔ کبھی فقیر کو فقر کے سبب حقیر نہ جانتے۔ نہ کسی بادشاہ سے اُس کی بادشاہی کے سبب خوف کرتے۔"

[illegible]

کوئی چیز عیسائیوں کو ضلالت و گمراہی کے اس خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی۔ سوائے اُس آواز کے جو سرزمین عرب کے غارِ حرا" سے آئی۔ اور جس نے ایسا عملی پیرایہ اختیار کیا جس سے بہتر ناممکن ہے۔

(پروفیسر مارلین)

"میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کے عظیم الشان لوگوں میں شمار کرتا ہوں۔ اور ان کی کماحقہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں"۔

(ڈاکٹر گیلیوس)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت تیز فہم۔ عقیل۔ صائب الرائے اور عالی خاندان تھے۔ آپ کو ہر وقت خدا ہی کا تصور رہا کرتا تھا"۔

(ڈاکٹر اسپرنگر)

"یہ امر واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے شخص تھے جن میں بڑی انسانیت اور شرافت تھی۔ رسول عربی (صلعم) میں تمام انسانوں سے زیادہ انسانیت تھی"۔

(گووندجی ڈیسائی)

"اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ پیغمبر اسلام کی انتہائی سادگی۔ انتہائی بے نفسی۔ عہود و مواثیق کا انتہائی احترام اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری دلچسپی و وابستگی۔ جرأت و بیخوفی۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین پر کامل حقانیت پر اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے"۔

"آنحضرت صلعم لکھے پڑھے نہ تھے۔ اور اس لئے دنیا میں علم کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ عالم نہ تھے۔ اور آپ بار بار اپنے کو نبی اُمّی کہتے تھے۔ آپکی پیروی کرنے والے قرآن کو باقی رہنے والا معجزہ کہتے ہیں اور مانتے ہیں۔ جس سے آپ کا [illegible] سچا ہوتا ہے۔ یہ نہایت اعلےٰ زبان میں ہے"۔ (مسز اینی بسنٹ)

مستشرقین کے اس گہرے مطالعہ اسلام کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ یورپ کے بڑے بڑے لارڈ، پروفیسر اور فضلاء اسلام قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہندو دھرم تعلیم یافتہ ہندوؤں کے دلوں سے بھی رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ لارڈ ہیڈلے۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن، ڈاکٹر مارقوس' مارمیڈیوک پکھتال۔ لارڈ سٹینلے اور ہزارہا تعلیم یافتہ اہل مغرب نے گذشتہ صدی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اسلام کی صداقت چند آریہ زبان دراز لیکچراروں کی ژاژہ خائی سے چھپ نہیں سکتی۔ ہندوؤں کی تمام ترذات پات کی زنجیروں اور شدید فرقی اختلافات کا واحد علاج صرف اسلام میں ہے۔ مبارک ہے وہ کہ جو اس پاک مذہب کو قبول کرتا ہے۔

(مؤلف رپورٹ ہذا)

مناظرہ روزِ اوّل

مابین مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب و پنڈت ست دیو

تقریر پنڈت ست دیو بحیثیت مدعی

انسان موجودہ حالت میں کسی پہلے جنم سے آیا ہے یا نہیں۔ آریہ سماج وید کے ماننے والی ہے۔ جو جیسی ہو۔ اسے ویسا ہی ماننا وید ہے میں وید سے اثبات تناسخ کے لئے دو تین دلیلیں دیتا ہوں۔ روح کیا ہے۔ کسی کی صفت ہے یا موصوف۔ جوہر ہے یا عرض گنی ہے یا گن۔ ہم مانتے ہیں گنی۔ موصوف۔ آریہ کہتے ہیں روح فعل کرنے میں آزاد ہے۔ جزا سزا لینے میں پرماتما کے ماتحت ہے۔ کسی روح کا کوئی فعل پہلے نہیں لکھا جاتا۔ کیونکہ پرمیشر کو قبل از ظہور معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے جیسے انسان فعل کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ جس طرح سشن وغیرہ کورٹ میں جج کو قبل از مقدمہ کوئی علم نہیں ہوتا۔ روح ہمیشہ سے ہے۔ جیسے خدا ہمیشہ سے ہے۔ روح کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔ جو اس جنم میں کرتا ہے۔ وہ اگلے جنم میں بھگتتا ہے۔ تسلسل چلا آتا ہے۔ حرکت کا اثر متحرک پر پہنچتا ہے۔ کوئی مفعول نہیں ہوتا۔ اندھا اندھا کیوں ہے ؟ بچہ پستان کیوں کھینچتا ہے کوئی مفعول نہیں ہوتا جب تک فاعل نہ ہو۔ بچے کا پستان کھینچنا اور اندھے کا اندھا ہونا پہلے جنم کے کرموں کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا تناسخ ثابت ہے۔

جوابی تقریر مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری

الحمد للہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

خدا کے نام سے شروع اور اس کے سب نیک بندوں پر سلام

قبل از مضمون ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہم ایک ملک کے رہنے والے ہیں۔ ایک ہی نسل سے ہیں۔ ملک کے ہر نفع و نقصان میں باہم شریک ہیں اس لئے ہماری یہ گفتگو ایسے پیرایہ میں ہونی چاہیئے۔ جس سے ملکی مفاد کو کوئی نقصان نہ ہو

اور ہندو مسلم سوال پیدا نہ ہو۔ بلکہ برادرانہ طور پر تبادلہ خیالات ہو۔ اس کی مثال ایسی ہو۔ جیسے دو بھائی ایک مشترک مکان میں رہتے ہوں۔ جس کی ایک دیوار کے متعلق دونوں میں اختلاف ہے۔ کہ وہ قابلِ مرمت ہے یا نہیں۔ اس اختلاف کا اثر باقی دیوار دوں تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ امید ہے۔ فریق ثانی بھی میرے اس خیال کی تائید کرے گا۔ اب میں عدالتی قاعدے کے مطابق مقدمہ کی تنقیح قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے پوچھتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے بتا دیتا ہوں۔ کہ پنڈت جی کی تقریر بہت سی بے تعلق ہے۔ روح کا قدیم ہونا۔ سلسلہ دنیا کی قدامت کی بحث وغیرہ سب مسئلہ تناسخ سے بے تعلق ہیں۔ اس لئے میں عدالتی قاعدے کے مطابق یہ تنقیح قائم کرتا ہوں۔ کہ انسان اور حیوان کی جونوں میں کونسی کرم جونی ہے اور کونسی بھوگ جونی۔ کرم جونی سے مراد میری وہ جون ہے۔ جس میں وہ نیک و بد کام کرے اور بھوگ جونی سے مراد سزا خانہ ہے۔ یہ کہکر پنڈت لیکھرام کی کلیات آریہ مسافر سے یہ حوالہ بغرض تصدیق پیش کیا کہ انسان کرم جونی اور حیوان بھوگ جونی ہیں پنڈت صاحب نے نہایت صاف لفظوں میں بلا انتظار مولوی صاحب ہی کے وقت میں فوراً کہہ دیا کہ بالکل صحیح ہے۔ اس پر مولانا نے سوال کیا۔ چونکہ آپ اسے صحیح مانتے ہیں۔ لہذا بتایئے کہ اگر روح حیوانی قالبوں میں سزا بھگت کر انسانی قالب میں آتی ہے۔ تو اندھا اندھا کیوں ہے پے لنگڑا لنگڑا کیوں ہے پے لنجا لنجا کیوں ہے؟ میں اس کو ایک مثال میں واضح کرتا ہوں۔ کوئی شخص کسی دوسرے کو رات کے دو بجے دیکھتا ہے۔ کہ وہ بھاگا چلا جا رہا ہے۔ تو دیکھنے والا یہ رائے قائم کر لیتا ہے۔ کہ یہ چور ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے گھر میں کوئی بیماری ایسی پیدا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے وہ ڈاکٹر یا حکیم کی تلاش میں بھاگا جاتا ہے۔ یا اس کی بیوی بچہ جننے کی تکلیف میں مبتلا ہو گئی ہو۔ وہ دایہ کو بلاتے جاتا ہو یا کسی اور ضرورت کے لئے جا رہا ہو۔ لیکن دیکھنے والا اپنی رائے پر ایسا مصر ہو کہ ہر جگہ یہی کہے۔ کہ وہ چور تھا۔ کسی بیمار کو دیکھکر یہ فیصلہ کر لینا۔ کہ یہ تناسخ ہے۔ مثال مذکور کی طرح ہے۔ جس کو بے ثبوت کہا جائیگا۔ حقیقت میں پنڈت جی نے مسئلہ تناسخ کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اگر اندھا یا بیمار ہونا ہی تناسخ کا ثبوت ہے۔ تو یہ سوال درحقیقت آریوں

پر ہے۔ نہ مسلمانوں پر کیونکہ کسی حکومت کا یہ قانون نہیں ہے۔ اور نہ انصاف ہی ہے۔ کہ مجرم جیل خانے سے سزا بھگت کر جب گھر آئے۔ پھر بھی اس کو سزا میں رکھا جائے۔ پرماتما ایسا کیوں کرتا ہے۔ کہ جس روح نے گائے بھینس۔ کتا۔ سوئر وغیرہ حیوانوں کی جونوں میں جیل خانہ کے قیدیوں کی طرح سزا بھگت لی ہے۔ ان کو انسانی قالب میں سزا دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اندھا لنگڑا ہونا کسی جرم کی سزا نہیں۔ لہذا تناسخ کا عقیدہ غلط ہے۔

پنڈت جی نے جو یہ کہا ہے۔ کہ پرماتما کو قبل از ظہور فعل علم نہیں ہوتا حقیقت میں یہ آریہ سماج میں دہریت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایسا ظلم ایسا برا خیال۔ خدا کی نسبت کہ وہ روزانہ نیا نیا علم حاصل کرتا ہے۔ جیسے ہم تعلیم و تعلم سے حاصل کرسکتے ہیں۔ کیا عجب کہ جیسے ہم بھول جاتے ہیں۔ خدا بھی بھول جائے۔ یہ خدا کی ذات پر حملہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا آگے پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے۔ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم آج خدا کے علم سے انکار کیا گیا ہے۔ تو کل خدا کی ذات سے بھی انکار کر دیا جاویگا کیا تعجب کہ آریہ سماج دیو سماجیوں سے جاملے جو لاہور میں خدا کے منکروں کی ایک جماعت ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ کتنے غضب کی بات ہے۔ آستک یعنی قائل خدا ناستکوں کے راستہ پر چلیں یعنی خدا کے علم سے انکار کریں۔ روح اگر ہمیشہ سے ہے۔ تو اس کا علم بھی ہمیشہ سے ہوگا۔ اور جو ہمیشہ سے ہو وہ فنا نہیں ہوتا۔ پھر روح کو پچھلے جنموں کا علم کیوں نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ نہ روح قدیم ہے۔ نہ اس کا علم قدیم ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ عطیہ خدا ہے چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۔ خدا تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالتا ہے۔ اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے ہوتے۔ اور اسی نے تم میں قوت سامع قوت باصرہ (دیکھنے کی) پیدا کی ہے۔ اور تمہارے دل پیدا کئے ہیں۔ تاکہ تم شاکر رہو۔ یعنی یہ تینوں ذریعے علم کے خدا ہی نے دیئے ہیں۔ تاکہ تم شکر کرو۔

پنڈت جی

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی۔
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی،

میں نہیں جانتا میرا پتا کون ہے۔ میری ماتا جانتی ہوگی۔ پیچھے مجھے بتانے سے معلوم ہوا خدا نہیں جانتا کہ ست دیو کیا کریگا۔ دنیا میں کوئی دہریہ نہیں۔ کیوں کہ جنکو دہریہ کہا جاتا ہے۔ وہ بھی کسی کو فاعلِ محرک مانتے ہیں جس جونی میں کرم کئے جاتے ہیں وہ کرم جونی ہے اور حیوان بھوگ جونی ہے۔ مولوی صاحب ایک برس کے تھے تو اس وقت کیا کرتے تھے۔ کوئی وکیل صاحب آج وہ سوال نہیں نکال سکتا جو پہلی عمر میں نکالتا تھا۔ روح میں بعض علم عارضی ہیں۔ بعض قدیم ہیں۔ خدا کو اگر علم ہے۔ تو یہ بھی جانتا ہوگا۔ کہ آریوں کی فتح ہوگی۔ انادی وہ ہے جو مرکب نہ ہو جس کا ناش نہ ہو۔ روح نہیں تھی تو ثابت کیجئے۔ روح جوہر ہے یا عرض۔ صفت ہے یا موصوف۔ عدم شے سے عدم علم لازم نہیں آتا۔ کوئی جوہر دوسرا جوہر پیدا نہیں کرسکتا ہے۔ بلی کے بچہ کا فعل کس سکول کی تعلیم کا نتیجہ ہے:۔

مولوی صاحب

آج تک آریہ اخبار اور آریہ لوگ میری نسبت مشہور کیا کرتے تھے۔ کہ میں مباحثہ میں شعر گوئی کرتا ہوں۔ پنڈت جی نے آج خود شعر پڑھا جس پر مجھے یہ کہنے کا موقعہ ملا کہ میں ایک شعر میں آپ کی داد دوں ؎

لے اڑی طرزِ فغاں بلبلِ نالاں ہم سے
گل نے سیکھی روشِ چاکِ گریباں ہم سے

پنڈت جی نے کہا ہے مجھے اپنے پتا کا علم نہیں۔ یا کوئی وکیل پہلے درجہ کے سوال نہیں نکال سکتا۔ میں مانتا ہوں کہ پہلا علم بھول جایا کرتا ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ یہ میری تردید ہے یا تائید۔ پنڈت جی! میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ انسان بعد علم کے بھولتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا علم قدیم نہیں۔ قدیم ہوتا تو فنا نہ ہوتا آپ جواب دیتے ہوئے یہ تو

خیال کر لیا کریں کہ سامنے کون ہے :-

سنبھل کے رکھیو قدم دشتِ خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

پنڈت لیکھرام کے حوالہ کو آپنے صحیح سمجھ لیا ہے۔ اور اپنا عقیدہ وہی ظاہر کیا ہے۔ لہذا یہ سوال پختہ ہو گیا کہ بتایئے حیوانی قالب میں سزا بھگت کر انسانی جون میں آ کر اندھا کس جرم کی سزا میں اندھا ہے۔ یہ سوال آریہ سماج کی بنیاد اکھاڑنے والا ہے۔ یا وہ اس سوال کو حل کریں یا اس خیال کو چھوڑ دیں :-

پنڈت

فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ کہ تکالیف تمہارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ انسان میں تمیز کیسے ہوتی ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا ہمیشہ مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے یہ دور چلا جاتا ہے پہلے قیامت ہوگی یا پہلے مردے اٹھینگے۔ بچہ روتا کیوں ہے دودھ کیوں کھینچتا ہے۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا تم مردہ تھے تم کو زندہ کیا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن تناسخ کا قائل ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو خدا تمہیں ہلاک کردے۔ شروع دنیا میں کرم تھے۔ اسلئے انسان اُس وقت کرم یونی تھا۔ قرآن شریف بچہ نہیں جانتا تو قرآن اسکو کیا سکھاتا ہے۔ بچہ دیکھتا ہے سونگھتا کیوں نہیں جو چیز مرکب ہوتی ہے وہ ہمیشہ نہیں ہو سکتی :-

مولوی صاحب

خدا کا شکر ہے کہ مسئلہ صاف ہو گیا۔ قرآن سے مدد لی جاتی ہے۔ اے قرآن تو کیسی کتاب ہے کہ تیرے منکر بھی تیرا ہی سہارا تلاش کرتے ہیں۔ پنڈت جی یہ تو میرا سوال تھا کہ جس صورت میں روح اپنے برے کاموں کی سزا حیوانی جون میں بھگت چکی ہے۔ اور وہاں سے انسانی جون میں آئی ہے۔ اب اس کی سزا کس جرم کی باقی رہ گئی جسکی سزا میں وہ لنگڑا یا اندھا بنا۔ قرآن کی آیت آپنے ثبوت تناسخ مصنفہ پنڈت لیکھرام سے لی ہے۔ مگر میرا جواب

بحث تناسخ نہ دیکھا۔ کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا کے معنی ہیں تم لوگ خدا کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم بے جان مشکل منی تھے پھر خدا نے تم کو زندہ کیا۔ بے جان کا ترجمہ میں نے منی جو کیا ہے۔ قرآن خود اسکی تفسیر کرتا ہے چنانچہ فرمایا اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ٥ ہاتھوں کی کمائی سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ جو غلطیاں کرتا ہے وہ بھگتتا ہے لیکن پچھلی جون کی سزا نہیں ہے۔ حدیث کس غرض سے پڑھی یہ نہیں بتایا۔ قرآن شریف بچے کو نہیں بتاتا۔ بلکہ قرآن شریف میں خدا بتاتا ہے کہ ہم نے بچے کو ہدایت کی ہے سو نگھتا کیوں نہیں یہ میری تائید ہے تردید نہیں۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ جو علم بدلتا رہے وہ قدیم نہیں۔ مرکب کا قدیم نہ ہونا میرے کسی طرح مخالف نہیں قیامت پہلے ہوگی یا مردے پہلے اٹھینگے۔ یہ آپکے نزدیک بڑا سخت سوال ہے۔ جو پہلے مباحثوں میں بھی آپ پیش کر چکے ہیں۔ خدا ہی میری مدد کرے تو یہ سوال حل ہو۔ ہاں صاحب قیامت کے دو حصے ہیں۔ ایک فنا دوسرا حشر۔ فنا کی بابت ارشاد ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حشر یعنی جمع ہونے کے متعلق ہے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى۔ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ بنی اسرائیل کے اسی واقعہ کے متعلق ہے جو پہاڑ پر ہوا تھا۔ کوئی عام قانون نہیں ہے۔ بچہ دودھ اسلئے پیتا ہے کہ خدا نے اسکو سکھایا جیسے بطخ کے بچہ کو تیرنا سکھایا۔ خدا بتلاتا ہے۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ہم نے اس کو دو گھاٹیوں کا راستہ بتا دیا ہے یعنی دو پستانوں کا۔ میں اپنے سوال کو دہراتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کا جواب دیجئے۔ جواب بھی آپکا ذمہ ہے۔ میرا نہیں ہے سوال وہی ہے کہ انسان جب کرم یونی ہے۔ تو اسے کس جرم کی پاداش میں اندھا یا لولا بنایا جاتا ہے۔ مہاشہ سجنو اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے میرے سوال کو سوچو کہ میں کیا پوچھتا ہوں اور پنڈت جی کیا فرماتے ہیں ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا   بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

پنڈت جی

کسی کا ذکر ہو۔ قرآن میں تو ہے۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا کتیا کا بچہ دودھ کیوں پیتا ہے۔ فعل پر سوال ہے۔ حدیث میں گناہ کرنا مزدوری ہے ہے۔ مومن کی روح جنت

میں سزا جزا باقی ہے۔ موت سے کیوں ڈرتے تھے[1] فعل محدود کیا جاتا ہے۔ اور سزا غیر محدود۔

مولوی صاحب

مدعی بن کر پنڈت جی نے تقریر اوّل کر لی۔ اور آخری حق بھی لے لیا مگر جواب دینے کی بجائے سوالات کی بھر مار کر دی۔ اس لئے میں آپ کے کسی سوال کا جواب دینے کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ کبھی قرآن سے سہارا لیتے ہیں۔ کبھی انجیل سے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ کی تفسیر غلط کر دی ہے۔ صحیح معنے پہلے بتلا چکا ہوں۔ کہ اموات سے مراد بے جان بصورت نطفہ ہے۔ اگر انادی ہے۔ تو کیوں روح کو علم نہیں ہوتا۔ بعض جانور سونگھتے ہیں اور بعض نہیں۔ یہ فرق مراتب بھی میری تائید ہے۔ تردید نہیں۔ کیونکہ قدیم ہوتا تو سب میں برابر ہوتا۔ سچ فرمایا ہے۔ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اب میں اپنا سوال آپ کے سامنے پھر لوٹاتا ہوں تاکہ آپ جواب کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ اور وہ یہ ہے کہ انسانی قالب آریہ اصول کے مطابق کرم یونی ہے یعنی سزا خانہ نہیں۔ بلکہ نیک و بد کام کرنے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام کی مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو پھر اندھا اندھا کیوں ہے۔ اور لنگڑا لنگڑا کیوں؟

پنڈت جی

بچے کا دودھ پینا یہ کس فعل کا نتیجہ ہے قرآن شریف غیر ذی روح ہے وہ کیسے بتلاتا ہے۔ اگر کہیں خدا بتلاتا ہے تو خدا مکمل ہے۔ وہ فعل بھی مکمل ہوگا۔ صرف دودھ پینا سیکھ لیا علم دو قسم کے ہیں۔ ایک اصلی دوسرا عارضی میرا مجھ کو ہے یہ اصلی ہے اور چیزوں کا علم جو سیکھنے سے ہو وہ عارضی۔ عارضی مٹ جاتا ہے۔ اصلی نہیں مٹتا۔ اب یاد کیوں نہیں رہتا۔ جن پر بانوؤں سے دل و دماغ بنا تھا وہ جل گئے۔ آتما پر اثر رہتا ہے۔ دینا نگر میں مولوی عبدالغنی صاحب نے کہا تھا کہ آئندہ ست دیو سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ اب کیوں آ گئے۔ جتنا پرماتما کی

---

[1] میں نہیں ڈرتا (ثناء اللہ)

پاس علم تھا وہ سب دیدیا۔ ایسا ملا قرآن کی آیت ہے۔

(اس پر محفل کی آواز اٹھی کہ یہ قرآن کی آیت نہیں ہے[1])

مولوی صاحب

مہاشہ جی مضمون کا تو فیصلہ ہو گیا۔ باقی رہا پنڈت جی کا بولنا یہ تو ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ فارسی مثل ہے کہ پنڈت آن باشد کہ چپ نہ شود۔ میرا سوال تھا کہ انسانی جسم جب کہ کرم یونی ہے تو اسے سزا نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا جواب پنڈت جی نے اب تک نہیں دیا علم روح کی بابت جو اقرار کیا ہے کہ میں ہوں۔ یہ علم ذاتی ہے۔ جبکہ یہ علم ذاتی ہے تو قدیم بھی ہے۔ قدیم ہے تو اس کو تغیر و تبدل نہیں ہونا چاہیے۔ میں اگر اس میں بھی تغیر و تبدل بتلا دوں۔ تو کیا پنڈت جی مسئلہ تناسخ کا اعتقاد چھوڑ دینگے۔ آپ کے اقرار کرنے کے بعد بتاؤنگا۔ جب تک میرا سوال آپ دلیل سے حل نہ کریں۔ قرآن شریف کو پیش کرنے کا آپ کو حق نہیں میں قرآن کے صحیح معنے بتاؤں گا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ میرے سامنے بھی قرآن کے غلط معنے پیش کرتے ہیں جو کہ خدا کے فضل سے قرآن شریف کا ڈبل مفسر ہے۔ دینانگر میں جو میں نے آپ سے مباحثہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور یہاں آ گیا ہوں۔ مجھے یہاں والوں نے آپ کا نہیں بتایا تھا۔ میں نے اسی لئے بار بار لکھا تھا کہ مباحثہ تحریری ہو[2]۔

پنڈت جی

روح کا ذاتی علم ہے جاننا۔ کرم یونی بھوگ یونی میں مانتا ہوں۔ جیسے تنخواہ پہلے مہینہ کی لے لی۔ دوسرے کی چڑھ رہی ہے۔ اندھے کا جواب وما اصابکم من مصیبۃ فباذن اللہ خدا کی مرضی خدا کی صفات عرضی ہیں یا اصلی جج کی عادت پھانسی دینا ہے۔ یا بعد علم اگر خدا کی عادت اندھا پیدا کرنے کی ہے۔ تو میں بھی ہوتا۔ اور مولوی صاحب بھی (مولوی صاحب۔ میں کیوں ہوتا) پہلے جنم میں مولوی صاحب کی بیوی آج میری بیوی بن جائے۔ تو لڑائی ہو جاوے۔ (مولوی صاحب اگر اللہ

---

[1] پنڈت جی نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ میں دلیل سے غلط ثابت کردوں گا

[2] ان الفاظ پر پردھان نے کہا کہ یہ بے تعلق بات ہے اس پر جواب دیا۔ کہا کہ دینانگر کا ذکر پنڈت جی نے کیا تو اس کا جواب دینا لازمی ہو گیا۔ پھر کہا کہ تحریر کا کیوں ذکر کیا۔

بن جائے) پھر پڑھا ایسا ہللا۔

مولوی صاحب

ایسا ھللا۔ قرآن کے حافظ موجود ہیں۔ کہاں ہے۔ روح کا ذاتی علم ہے جاننا یہ وہ تعریف ہے جس میں نہ دور کا خیال ہے نہ تسلسل کا۔ مثلاً گائے وہ ہے جو گائے ہو۔ بکرا وہ جو بکرا ہو۔ اچھا میں پوچھتا ہوں کہ روح کا جو ذاتی علم جاننا ہے۔ اس کا معلوم کیا ہے۔ اور جب انسان کا کرم جونی ہو پہلے سے۔ تو پھر اندھا اندھا کیوں ہوتا ہے۔ اور لنگڑا لنگڑا کیوں۔ اس کا کیا جواب ہے۔ کیوں نہیں کہتے کہ قانون ہی تبدیل ہو گیا میرا سوال اتنا بڑا پتھر ہے۔ کہ آپ تو کیا ساری سماج سے بھی نہ اٹھایا جا سکیگا۔

نازک کلامیاں مری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

پنڈت جی

بار بار آپ شعر نہ پڑھیں پہلے جس نے شعر پڑھا شیطان ہے میں شیطان ہوں۔ آپ شیطان کی تقلید نہ کریں۔ علم ذاتی یہ جاننا کہ میں ہوں۔ انسان کرم کرتا ہے۔ اور پہلے جرم کی سزا بھگتتا ہے جس کی سزا اسے مل گئی اس سے بری۔ دوسرے جرم کی سزا بحال۔ اول قید دوبارہ جرم کرنے پر بید لگتے ہیں۔ ایک ماں کے دو بچے ایک تندرست دوسرا بیمار۔ یہ باپ کی طرف سے گڑبڑ ہے یا ماں کی طرف سے سڑبڑ یا خدا کی طرف سے گڑبڑ سڑبڑ۔ یا آپ کی مرضی شریف سے۔ آپ تناسخ کو تو مانتے نہیں۔ اسی بات کا جواب مفصل دیں۔ حالانکہ تمام قرآن و حدیث تناسخ سے بھرا پڑا ہے۔

مولوی صاحب

اے وقت تو خوش باد کہ وقت ما خوش کردی۔ روح کا ذاتی علم جاننا۔ آپ نے اس کی تصدیق کردی۔ اسی لئے تو میں نے پوچھا۔ کہ اگر ذاتی علم "میں ہوں" میں فرق آجاوے تو آپ اپنے خیال کو چھوڑ دینگے۔ لیجئے میں بتلا دیتا ہوں۔ مثلاً میں ایک روح ہوں۔ مگر یہ میں نہیں جانتا کہ میں قدیم سے ہوں یا حادث ہوں۔ ایسا ہی آپ بھی اور ایسا ہی سب روحیں

نہیں جانتیں کہ قدیم ہیں یا حادث۔ اگر جانتی ہوں تو جھگڑا ہی کیوں ہو۔ اگر قدامت کا علم ہو تو حادث کہنے والوں کو انکار نہ ہوتا۔ حدوث کا علم ہوتا تو قدیم کہنے والوں کو اعتراض نہ ہوتا۔ مہاشہ سمجھو آریہ مترو۔ اپنے گھروں میں جا کر الگ بیٹھکر سوچنا کہ کیا تم کو اپنی قدامت یا حدوث کا علم ہے۔ جب تمہیں معلوم ہو کہ نہیں ہے۔ اور واقعی نہیں ہے تو سمجھ لینا کہ یہ روح کا علم قدیم نہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ انسانی قالب کرم جونی اور بھوگ جونی بھی ہے۔ آپ کی پہلی تسلیم کے خلاف ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام کی عبارت میں جسے آپ تسلیم کر چکے ہیں جسم کو دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ عدد یا جفت ہے یا طاق۔ لیکن اس کے بعد وہ یوں کہے کہ تین کا عدد طاق ہے۔ مگر کسی قدر جفت بھی ہے۔ جیسا اس کا یہ کہنا غلط ہوگا۔ ایسا ہی آپ کا قول بھی غلط ہے۔ تقسیم میں حصر عقلی ہوتا ہے۔ پس میرا سوال ابھی حل نہیں ہوا۔ کہ انسانی قالب جو کہ حسب تقسیم پنڈت لیکھرام اور حسب تسلیم آپ کے کرم یونی ہے۔ بھوگ جونی کیوں بنتا ہے۔ اس سوال کو حل کرنا آپ کا فرض تھا جو ابھی تک ادا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکے گا۔ میں نے آپ کے سوالات کو باوجود غیر متعلق جاننے کے حل کر دیا۔ مگر آپ میرے سوال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ میں شیطان ہوں۔ میں بھی اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ کیونکہ

رات شیطان کو خواب میں دیکھا
ساری صورت جناب کی سی تھی

پنڈت جی[۱]

خدا مجھ کو شیطان کرے۔ جفت اور طاق کو میں مانتا ہوں۔ سرورِ کائنات لیکھرام شہید اکبر نے جو کہا ہے۔ وہ بھی مانتا ہوں۔ منش جو کرتا ہے وہ پاتا ہے۔ اس لئے انسان جون کرم جونی بھی ہے اور بھوگ جونی بھی۔

ع[۱] ہم چاہتے تھے کہ یہاں آمین کہیں۔ مگر آپ تو بقول خود شیطان ہیں ہی۔ ثناء اللہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مناظرہ روز دوم

مابین مولنا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت و مہاشہ چرنجی لعل پریم

(تقریر مولنا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اس دنیا میں جب میں اپنی بصیرت کی آنکھ کھول کر دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا میں تین ہستیاں نظر آتی ہیں۔ ایک خدا ہے کہ جس نے مجھے بنایا ایک میں خود یا میرے جیسی وہ ہستیاں ہیں کہ جن کا نام انسان کہا جاتا ہے۔ ایک وہ چیزیں ہیں کہ جنکو میں اپنے تصرف میں لاتا ہوں۔ ان چیزوں کے باہمی تعلق کو سمجھ لینے سے مذہب کے بہت سے عقاید کا حل مل جاتا ہے۔ انسان کیا ہے خدا کیسا ہے اور ان دونوں کا باہمی تعلق کیا ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت کہ جسکو میں نے ابھی آپ لوگوں کے سامنے تلاوت کیا ہے۔ وہ مجھے بتلاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تمام کے تمام حسن وخوبی کے خزانے اس ذات میں موجود ہیں۔ کہ جس کا نام اللہ ہے۔ یہ تو اسکی ذات کا تصور ہے۔ اب اسکے بعد فرماتا ہے کہ وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ہے یعنی اس تمام کائنات کیساتھ اس کا تعلق رب ہونے کا ہے۔ لفظ رب کے معنی عربی لغت میں "انشاء الشیٔ حالاً فحالاً الیٰ حد التمام"، کسی شئے کو بتدریج ترقی کی طرف لے جانا یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے لفظ رب کے یہ معنے نہ صرف عربی لغت بلکہ قرآن کریم نے خود بیان کئے ہیں۔ فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰؑ سے سوال کیا گیا کہ مَنْ رَّبُّکَ یَا مُوْسٰی اے موسیٰ تیرا رب کون ہے موسیٰ نے جواب میں فرمایا رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی۔ ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے (پیدا کر کے اس کو چھوڑ نہیں دیا) بلکہ اس کی کامیابی کے لئے اس کو قانون عطا کیا۔ اس آیت سے صاف طور پر کائنات اور خدا کا باہمی تعلق معلوم ہو جاتا ہے۔ کائنات پیدا ہوئی ہے۔ اور اس میں ترقی کرنے کی استعداد موجود ہے۔ اور خدا اس کو ترقی دینے والا اور اس کی نشو ونما کرنیوالا ہے مثال

کے طور پر آپ یوں سمجھئے کہ ایک بیج ہے کہ جس میں ترقی کرنے کی قابلیت اور استعدادیں
موجود ہیں۔ اس کے اندر کونپل۔ تنا۔ پتے۔ پھول اور پھل سب کچھ بطور خلاصہ موجود ہیں۔ اللہ
تعالیٰ اس کے اندر ایک قانون رکھا ہے کہ جس پر چل کر بیج اپنے تمام خواص اور تمام صفات
کو ظاہر کر دیتا ہے ٹھیک اسی طرح میری روح میں کچھ استعدادیں اور خواص ہیں کہ جن کو میرے
رب نے ترقی کی شاہراہ پر چلا کر ارتقاء کی طرف لیجانا ہے۔ یہ اصول ہے اس اصول کو سامنے
رکھکر ہم نے ہر ایک مذہب کے عقیدہ کو پرکھنا ہے۔ اگر کوئی عقیدہ اس اصول کے خلاف
پڑتا ہو تو ہم نے اسے تسلیم نہیں کرنا۔ پس اس بنا پر جو اصول مجھے آگے بڑھائیں وہ درست،
جو مجھے پیچھے لے جانے کی تعلیم دیں وہ غلط ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم دنیا میں بعض چیزوں میں ترقی کا رک جانا بھی دیکھتے
ہیں کبھی پھل درخت سے کچا اتر جاتا ہے۔ کوئی بچہ ناقص الاعضاء پیدا ہوتا ہے اس
کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے پیچھے ہٹنے کا کوئی قانون نہیں بنایا۔ پھل پکنے کیلئے دوبارہ
درخت پر نہیں لٹکایا جاتا۔ اور نہ ہی ناقص بچہ کامل ہونے کیلئے ماں کے پیٹ میں بھیجا
جاتا ہے۔ بلکہ کچے پھل کو پختہ کرنے کے لئے پال کے اور بچہ کو ڈاکٹر کے سپرد کیا جاتا ہے۔
تاکہ وہ اپنے نشتر سے اس کے پیشاب کے یا پاخانہ کے سوراخ کو کھول دے۔

اسلام کا عقیدہ مرنے کے بعد انہی دو اصولوں پر مبنی ہے۔ جو روحیں سعید ہیں
انہوں نے اپنے اعمال سے اپنی مخفیہ استعدادوں کو ضائع نہیں کیا بلکہ انکو نشو و نما دیکر
ایک جنت اور باغ بنا لیا اور دوسری ارواح وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنی استعدادوں کو دبا دیا
اس کمال کو حاصل نہ کیا کہ جو ان کو حاصل کرنا چاہئے تھا ان کیلئے ایک علیحدہ ہاسپیٹل ہے
کہ جہاں ان کا وہ نقص دور کیا جائیگا۔ کہ جو ان کی روح میں پیدا ہو گیا ہے۔ اسکا نام اصطلاح
اسلام میں دوزخ ہے۔ ہم مرنے کے بعد دوسرے عالم میں جائینگے۔ ہمارا رب صرف اسی دنیا
کا رب نہیں بلکہ وہ آخرت کا بھی رب ہے۔ اس لئے اسکی ربوبیت کا تقاضا وہاں بھی ہمارا
نشو و نما اور ارتقاء ہو گا قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
جنتیوں کی آخری پکار بھی یہی ہو گی کہ سب تعریف اسی ذات کیلئے ہے کہ جو تمام عالمین کو

ارتقاء کی طرف لیجانے والا ہے۔ پس بہشت یا جنت اس عالم کا نام ہے۔ کہ جسکی کل نعمتیں انسانی ارواح کی استعدادوں اور قابلیتوں کو بلند کر کے نشوونما دینیوالی ہیں اس اصول کو سامنے رکھکر ان تمام نعماء جنت کو دیکھ جاؤ کہ جن پر لوگ اپنی کم علمی سے اعتراض کرتے ہیں جنت کی کوئی نعمت ایسی نہیں کہ جو روح کیلئے مضرت رسان یا اسکی قابلیتوں پر پردہ ڈالنے والی ہو۔ رہا یہ امر کہ بادی النظر میں بعض نعماء جنت قابل اعتراض معلوم ہوتی ہیں اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جنت کی کل نعمتیں بطور مثال بیان کی گئی ہیں۔ نہ بطور حقیقت اسی لئے قرآن کریم خود ہی فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۔ مثال اس جنت کی کہ جس کا وعدہ الٰہی احکام پر چلنے والوں کو دیا گیا ہے۔ اس آیت میں صاف طور پر بتا یا کہ جنت کا سارے کا سارا نقشہ بطور مثال کے ہے نہ حقیقت کے چنانچہ اس کی حقیقت کے متعلق فرمایا۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسکی آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان وہاں کیا رکھا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس میں پانی کی دودھ کی اور شہد کی نہروں کا ذکر ہے۔ لیکن ذرا قرآن کریم کے الفاظ پر غور کرو الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے ان کے لئے باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اس آیت کو مختلف مواقع پر انہی الفاظ میں قرآن شریف کے اندر دہرایا گیا ہے۔ اس میں دو چیزوں کو دو چیزوں کے بالمقابل بیان کیا گیا ہے ایکطرف ایمان ہے اور اعمال صالحہ دوسری طرف باغ ہیں اور جاری نہریں۔ ایمان کے بالمقابل باغ ہیں اور اعمال صالحہ کے بالمقابل جاری نہریں جس سے سمجھانا یہ مقصود ہے۔ کہ جس طرح کوئی باغ بغیر نہروں کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر لفظ جنت پر بھی غور کرو کہ جس کے معنے چھپی ہوئی چیز کے ہیں مٹی کے ہر قطعہ کے اندر ایک چھپا ہوا باغ موجود ہے۔ اس کے باہر نکالنے کیلئے نہر کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر انسان کی روح کے اندر ایک پوشیدہ باغ ہے کہ جو اعمال صالحہ کی نہر کا محتاج ہے

اور اسکی اصل حقیقت عالم آخرت میں ظاہر ہوگی اس کی پوری پوری کیفیت یہاں نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ ایک بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہے ہماری اس دنیا کی کیفیات کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا اس اصول کو سامنے رکھکر باقی سب نعماء جنت کی حقیقت کو سمجھ لو اور اصلاح اور علاج کے طریقوں کو سامنے رکھ کر جہنم کی فلاسفی کو سمجھ لو" (نصف گھنٹہ)

مہاشہ چرنجی لعل پریم کا

جواب

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

۱۔ مجھے مولانا کی تقریر سنکر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے مہرشی دیانند یہ تیری خوبی ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اب معقول رنگ میں اپنے مذہب کو پیش کرنے لگے ہیں۔

۲۔ مضمون یہ تھا کہ اسلامی عقیدہ کی رو سے مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے یہ تو بتایا نہیں بتلانا یہ چاہیئے تھا کہ روح قبر میں رہتی ہے گھاس پر رہتی ہے نباتات میں جاتی ہے حیوانات وغیرہ وغیرہ کا جنم لیتی ہے وہ تو بتایا ہی نہیں۔

۳۔ ایوولیوشن کی تھیوری کو لے بیٹھے کہ روح ترقی کرتی ہے۔ ایوولیوشن پر بھی ۲۵ کی کتابیں آپنے پڑھی ہونگی یہ تو آپکو پتہ ہی نہیں کہ ایوولیوشن تھیوری اب کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے یہ میں پھر جب آپ پوچھینگے تو آپ کو بتلادوں گا آپ نے بتلایا یہ ہے کہ اسلامی خدا روح کو ترقی دلاکر کمال کو پہنچانا ہے میرے مہربان مولوی صاحب کہاں کی ترقی اور کیسا کمال تک پہنچانا۔

۴۔ قرآن میں تو جس خدا کا ذکر ہے وہ تو الٹا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ o اچھے بھلے لوگوں کے دلوں پر مہریں ٹھونک

دیتا ہے آنکھوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ شاید اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ وہ پہلے ہی کافر ہوتے ہیں مگر پہلے کافر کس نے بنائے وہاں بھی تو یہ ہی ذکر ہے۔ کہ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ہ تو انکو ڈرائے گا تو وہ ڈرینگے ہی نہیں اُن کے دلوں پر اُس نے تالے لگا دیئے ہیں۔

۵۔ وہ اٹھنا چاہتے ہیں تو ان کو کہتا ہے کہ میں اٹھنے نہیں دونگا۔ بالکل اس طرح کہ جیسے ایک بچہ کیچڑ میں گر جائے تو میں اوپر سے دبا دوں کہ اٹھ تو کیسے اٹھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کافروں کو اٹھنے بھی نہیں دیتا اور اوپر سے دباتا ہے بلکہ ایک جگہ تو یہ بھی ذکر آتا ہے۔

۶۔ کہ ایک غریب بیچارہ جہنمی شخص یہ دعا کرتا ہے کہ مجھ کو پھر واپس دنیا میں بھیج کہ میں اچھے کام کروں۔ مگر اللہ یہی کہتا ہے کہ نہیں تو نہیں نکل سکتا وہ بیچارہ عاجزی سے فریاد کرتا ہے کہ ایک دفعہ جہنم سے نکال دے مگر اسکو نہیں نکالا جاتا۔

۷۔ ایک فلاسفر نے یہ کہا ہے کہ مکتی اور نجات کا مقصد بہت ہی بلند ہے ہماری یہ چھوٹی سی عمر اس مقصد پر پہنچنے کیلئے بہت ہی چھوٹی ہے اسلئے یہ ظلم ہے کہ ایک شخص کو دوبارہ واپس نہ بھیجا جائے اور اسکو گلنے سڑنے دیا جائے۔

۸۔ پھر بہت سے ایسے بچے ہوتے ہیں کہ جو پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں یا کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت ہو جاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان کو یہاں دنیا میں کمال حاصل کرنے کیلئے کیوں نہ رکھا گیا کہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کر لیتے اور اگر چھوٹی عمر میں ہی مر جانے سے وہاں نجات مل سکتی ہے تو سب کو کیوں نہ وہاں چھوٹی عمر میں ہی لے جایا جائے کہ دنیا کا یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے اور ہم سب وہاں بہشت میں پہنچ جائیں۔

۹۔ ڈارون کی جو ایوولیوشن تھیوری (نظریہ ارتقاء) ہے وہ تو اب ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی ہے اس کے بعد اس کی کئی شکلیں بدل گئیں ایک بہت بڑے مشہور فلاسفر ایوولیوشن تھیوری (نظریہ ارتقاء) کا بانی مبانی ولیم ویلس کہتا ہے کہ روحانی

اس صفحہ کا نوٹ دوسرے صفحہ ۹۹ پر ملاحظہ کرو۔

ریوولیوشن یا ارتقاء نہیں ہوتا بلکہ جسمانی ارتقاء ہوتا ہے اسکی دلیل وہ یہ دیتا ہے کہ ویدجو اس قدر پرانی کتاب ہے اسکے اندر ہمیں وہ خیالات ملتے ہیں کہ جو بیسویں صدی کے بھی آگے کے ہیں۔ اس لئے روح کا کوئی ارتقاء نہیں ہوتا۔

۱۰۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا نے ہمیں پیدا ہی کیوں کیا ہماری کوئی درخواست نہ تھی کہ ہمیں پیدا کیا جائے کم از کم میں نے تو کوئی ایسی التجا خدا سے نہیں کی تھی۔ پھر اگر پیدا کیا تھا تو ہم میں قابلیتیں مکمل کیوں نہ رکھیں کہ خدا کو انکی ترقی دینے کی مصیبت پڑی۔

۱۱۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ خدا ہماری پیدا کی ہوئی خوبیوں کو چھین لیتا ہے یہ بالکل غلط ہے ہمارا پرتما ایسا ڈاکو نہیں مجھے تو ایسا خدا مل جائے تو میں اس کو قید کرا دوں۔ استعداد کبھی ضایع نہیں ہوتی سب کچھ روح میں موجود رہتا ہے صرف اس پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے وہ علوم دبے رہتے ہیں جیسے کہ آگ پر راکھ پڑ جاتی ہے اور نیچے آگ موجود رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بعض لوگوں نے چھوٹی عمر میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے چارلس واٹ نے ۴ سال کی عمر میں ناول لکھا۔

۱۲۔ یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دو لڑکے ایک ہی ماں باپ کے سکول میں پڑھنے کیلئے جاتے ہیں ایک مڈل میں جا کر بھی ۸×۸ کو ۶۴ بتلاتا ہے یہ جدا بات ہے کہ کوئی مسلمان انسپکٹر اس کو پاس کر دے مگر دوسرا چھوٹی ہی عمر میں بہت قابل ہو جاتا ہے سوال یہ ہے کہ دونوں میں فرق کیوں ہے۔

۱۳۔ مولوی صاحب نے ایک اور غضب یہ کیا کہ مسلمانوں اور مولویوں کی سب امیدوں پر پانی پھیر دیا وہ لوگ کہ جو ساری عمر نمازیں پڑھتے روزے رکھتے اور عبادت کرتے رہے محض اس خیال سے کہ بہشت میں حوریں ملینگی انہوں نے یہ کہا کہ جنت وغیرہ کچھ نہیں حوریں کوئی نہیں وہ تو تمثیلات ہیں صرف سمجھانے کیلئے'' اگر جنت محض روحانی ترقیات کے عالم کا نام ہے تو پھر صرف انہیں چیزوں کا کیوں ذکر ہے کہ جنکی ضرورت عرب والونکو تھی ہندوستان والوں کیلئے کیوں چیزوں کا ذکر نہیں۔

؎ نہیں معلوم ولیم ویلس نے وید کہاں پڑھے تھے ویدوں کی بابت پوچھنا ہو تو ہندو پنڈتوں کو پوچھو اور میکسمولر کے لاسٹ ایسیز پڑھو۔ ولیم ویلس کیا جانے وید کیا چیز ہے؟ (مولف)

۱۴۔ نہروں وغیرہ کے متعلق تو آپنے بتلا دیا مگر یہ جو قرآن شریف میں لکھا ہے کہ بہشتیوں کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ریشمی لباس انکو دیا جاویگا اور حدیث میں تو یہ بھی ذکر ہے کہ بہشت میں حمل بھی ہونگے اور بچے بھی پیدا ہونگے۔

۱۵۔ اور بہشت کتنی لمبی چوڑی ہے یہ تو آپنے بتلایا ہی نہیں حدیث میں لکھا ہے کہ ساٹھ میل لمبی ہوگی۔

۱۶۔ آپ کہتے ہیں کہ مثال کے طور پر جنت کی نعمتوں کا ذکر ہوا ہے میں کہتا ہوں جب اصل کا پتہ ہی نہیں تو مثال میں کیوں بیان کیا مثالیں کس لئے دی گئیں۔ آپکو یہ بھی بتلانا چاہیئے تھا کہ روح کیسے نکلتی ہے کون نکالتا ہے ملک الموت کیسے لیجاتا ہے اگر ملک الموت نہیں ہے تو یہ کیوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی روح جب عزرائیل قبض کرنے کیلئے آیا تو انہوں نے تھپڑ مار کر اس کو کانا کر دیا ان سب باتوں کا آپ جواب دیں۔

(ایک گھنٹہ ختم)

جواب مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت

۱۔ میری تقریر پر پنڈت صاحب نے پہلے تو خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ سوامی دیانند جی کے اثر سے مولوی صاحب نے جنت اور بہشت کی یہ توضیح کی ہے اور پھر اسکی تردید بھی کر دی اگر تقریر معقول تھی تو پھر اس پر اعتراضات کیوں کئے گئے۔ کیوں نہ ہو آخر آریہ مناظر ہی تو ہو۔ میرے دوست رشی دیانند کی یہ خوبی نہیں یہ اسلام کی خوبی ہے کہ جس نے میرے اور آپکے دونوں مذاہب کو بدل ڈالا رشی دیانند خود اسلام کا رہون منت ہے کہ انہوں نے ہندو دھرم میں اسلام کا پیوند لگا دیا۔

۲۔ ہم روح کے پیچھے ہٹنے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح نباتات وغیرہ کے قالبوں میں جاتی ہے البتہ اس کا ارتقاء ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی استعدادوں کو بڑھاتا ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایوولیوشن تھیوری میں بہت تغیر ہو چکا ہے اب وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی ہے میں آپسے پوچھتا ہوں کہ کیا اب ایوولیوشن کے معنی آگے بڑھنے کی بجائے

پیچھے ہٹنے کے ہوگئے ہیں اس میں لاکھ تغیرات ہوں مگر اصول ایک ہی رہیگا نیچر کے قدم میں رجعت قہقری نہیں جب آپ ایوولیوشن کے معنی پیچھے ہٹنا دکھا دینگے تو میں بھی اس پر کچھ کہوں گا۔

۴و۵۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ کا یہ ہرگز ترجمہ نہیں کہ اچھے بھلے لوگوں کے دلوں اور کانوں پر اللہ تعالیٰ مہریں لگا دیتا ہے یہاں تو کیا سارے قرآن کریم میں سے آپ یہ نہیں دکھا سکتے کہ جو نیکی کی طرف آتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو گمراہ کردیتا ہے اگر ہمت ہے تو ایسی آیت نکال کر دکھائیے۔ رہا یہ امر کہ لوگوں کے دلوں پر مہر کیسے لگ جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص کے بداعمال اس کے دل پر مہریں لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیر اس لئے گئی کہ اعمال کا بدلہ دینے والا وہی ہے ایک شخص اپنے گھر کے دروازے بند کرلیتا ہے خدا کا قانون یہی ہے کہ اس کے گھر کے اندر تاریکی ہو جائے۔ خدا نے ہی قانون بنایا ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے ایسا کیا اسی طرح جو شخص اپنے دل کے دروازے خود بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کرتا ہے روشنی اس کے اندر جبراً نہیں بھیجتا یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کسی کو اٹھنے نہیں دیتا جو اٹھنا چاہتا ہے وہ اپنے دل کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ روشنی بھیجدیگا۔

۶۔ جہنمی کا واپس نہ آنا بھی بالکل سچ ہے وہ بیمار کہ جو خطرناک بیماری میں مبتلا ہے اس کو ہسپتال سے باہر نہیں نکلنے دیا جاسکتا جب صحت ہو جائیگی تو نکالا جائیگا وہ لاکھ ہسپتال میں روئے پیٹے چلائے تا بحالیٔ صحت وہاں ہی رہیگا۔

۷۔ اگر نجات کے لئے ہماری یہ چھوٹی سی عمر کافی نہیں اور بار بار اس دنیا میں آنیکی ضرورت ہے تو دوبارہ آتے وقت پہلا علم تو موجود ہونا چاہئے حالانکہ یہاں جو آتا ہے علم سے کورا آتا ہے جب بار بار آنے میں ترقی نہیں بلکہ ہر بار تختی صاف کرکے بھیجی جاتی ہے تو زیادہ جنم دینے کا فائدہ کیا۔

۸ بچوں کا چھوٹی عمر میں مرجانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کچے پھل کا ٹوٹ جانا کہ جس کو میں پہلے بتلا چکا ہوں وہ کچا پھل واپس درخت پر نہیں لگایا جاتا بلکہ پال میں اسکو پختہ

کیا جاتا ہے اسی طرح اگر ماں باپ کی غلطی سے یا کسی اور افتاد سے بچہ مر جائے تو وہ اس دنیا میں نہیں آئیگا اس کی پختگی کا سامان بھی وہیں ہے میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ قانون قدرت میں واپسی کا عمل نہیں ہے جو چیز جس منزل میں پہنچ گئی ہے اس کا علاج وہیں ہو گا واپس نہیں آسکتی۔

۹۔ جو روحانیات میں ایوولیوشن نہیں مانتا وہ کوئی بیوقوف فلاسفر ہو گا ایوولیوشن ہر نوع مخلوق میں ہے[1] ویدوں میں بیسویں صدی کے خیالات ہیں یہ غلط محض ہے اسکو اپنے وقت پر دیکھیں گے۔

۱۰۔ خدا نے ہمیں کیوں پیدا کیا اس کا جواب یہی ہے کہ اسکی ربوبیت کا تقاضا تھا پیدا کرنا اسکی طبعی صفت ہے اس لئے پیدا کیا۔

۱۱و۱۲۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہماری قابلیت پچھلے ہی جنم کا نتیجہ ہے تو پھر کسی کام میں بھی ہمیں محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے پچھلے جنم کے اعمال ہی ہمیں انجینئر اور ڈاکٹر خود بخود بنا دینگے محنت کیوں کریں۔

۱۳و۱۴۔ نعما، جنت کے متعلق خواہ وہ سونے کے کڑے ہوں یا ریشمی لباس اور حور و غلمان ان کا جواب میں پہلے دیچکا کہ وہ تمثیلات ہیں انکی حقیقت اور ہے اس دنیا کی عورتیں کڑے اور ریشمی لباس نہ سمجھئے وہ روحانی دنیا ہے۔ روحانی ہی سامان ہونگے

۱۵۔ بہشت کے طول و عرض کے متعلق قرآن شریف میں لکھا ہے عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اسکی وسعت آسمان اور زمین سب جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

۱۶۔ عزرائیل کو کسی کا تھپڑ وغیرہ مارنا یہ قرآن میں نہیں آپ قرآن پر اعتراض کیجئے

(دس منٹ)

---

[1] مہاشہ جی جی دیل کا یہ کہنا کہ روحانیات میں ایوولیوشن یا عمل ارتقا نہیں ان کے علم و عقل سے محض کورا ہونے کا بین ثبوت ہے اور اس پر یہ کہنا کہ اب سائنسدان اور فلاسفر اس کے قائل نہیں رہے یہ اور بھی جہالت کی بات ہے اس زمانہ میں صدہا کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں دیکھو پروفیسر میکس مولر کی کتاب سائنس اوف ریلجن نیچرل ریلجن ہیڈورڈ کیرڈ کی دی ایوولیوشن آف ریلجن یا سر آلیور لاج کی۔ ایوولیوشن اینڈ کریئیشن یا پروفیسر ہافڈنگ کی فلاسفی آف ریلجن اور کنسرویشن آف ویلیو وغیرہ وغیرہ کتب

مہاشہ صاحب کی تقریر

۱۔ آپکی تقریر پر اعتراض میں نے اس لئے کئے کہ جو تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے وہ بھی نکل جائے۔ آپ ایوولیوشن لئے پھرتے ہیں۔ اجی روحوں نے ترقی کیا کرنا ہے۔ وہاں تو حدیث میں لکھا ہے کہ دنیا بننے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی ہر انسان کی قسمت لکھ دی گئی تھی۔

۲۔ بداعمال سے اگر لوگوں کے دلوں پر مہر لگتی ہے تو یہ کیوں کہا کہ خدا نے مہریں لگا دیں پھر یہ کیوں کہا کہ انکو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ نہیں ایمان لائینگے۔

۳۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ خدا گرے ہوئے کو اٹھنے دیتا ہے مگر اسکو جو اٹھنا چاہتی ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر اس دنیا کے میدان میں دوبارہ کام کرنے کیلئے کیوں نہیں بھیجتا۔

۴۔ بیمار کو ہسپتال میں سے نہ نکلنے دینا اور بات ہے مگر اچھے بھلے آدمی کو ہسپتال میں لٹا دینا کونسی عقلمندی ہے خدا تو بیماری کو بڑھاتا ہے۔

۵۔ آپ کو اس بات کا جواب دینا چاہیئے تھا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے روح کہاں جاتی ہے کون لیجاتا ہے کیسے لیجاتا ہے قیامت کے دن جسم کے ذرات کیسے اکٹھے ہو جائیں گے ایک آدمی جسکو شیر نے کھا لیا سمندر کی مچھلیاں کھا گئیں قیامت کے دن اس کے ذرات کسطرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

۶۔ اگر روح پیچھے کیطرف نہیں جاتی اور ہمارا کوئی گذشتہ جنم نہیں ہے تو اس دنیا میں جو ہمیں دکھ اور سکھ ہوتا ہے وہ کن کرموں (اعمال) کا نتیجہ ہے۔

۷۔ پھر یہ بھی بتلایئے کہ جنت سے کبھی واپسی بھی ہوگی یا نہیں ہمارے اعمال محدود ہیں اس لئے بدلہ بھی محدود ہونا چاہیئے محدود اعمال کا بدلہ لا محدود کیسے ہو جائے گا بہشت بھی کبھی ختم ہوگا یا نہیں۔

۸۔ میں نے پوچھا تھا کہ عرب والونکی ضرورت کے مطابق ہی بہشت میں نعمتوں کا ذکر کیوں ہے مثلاً نہریں وغیرہ ہندوستان والونکی خواہش کے مطابق کیوں نہیں

اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۹۔ مردوں کیلئے حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملیگا یا وہ بیچاری وہاں بہشت میں محروم ہی رہیں گی۔

مولوی صاحب کا جواب

۱۔ اگر میری تقریر سے آپکی تسلی ہوگئی تھی اور کسر صرف تھوڑی سی تھی تو یہ بھی بتلا دیا ہوتا کہ کن کن باتوں سے آپکی تسلی ہوگئی۔ قسمت اور تقدیر جو پہلے لکھدیگئی اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور یہ صرف ہر چیز کے اندازہ کا نام ہے انسان کو اس کا علم نہیں اور نہ یہ انسان کو اپنے عمل میں مجبور کرتا ہے۔ البتہ گذشتہ جنم کے اعمال کی بنا پر آپ بدکاری پر مجبور ہیں۔

۲۔ دلوں پر مہر لگانا اللہ تعالیٰ کی طرف اسلئے منسوب ہوا کہ بد اعمال پر نتیجہ وارد کرنیوالا وہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں جج نے فلاں چور کو دو سال کی سزا دی حالانکہ سزا دینے والا اس کا اپنا عمل ہے۔

۳۔ بلاشبہ خدا گرے ہوئے کو اٹھائیگا۔ مگر اس دنیا میں اٹھانا ضروری نہیں انکا علاج ہسپتال میں ہوگا کہ جہاں وہ بدپرہیزی نہ کرسکے اور وہ جہنم کا ہسپتال وارڈ ہے۔

۴۔ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ اچھے بھلے آدمیونکو ہسپتال میں یا جہنم میں ڈالتا ہے نہایت سخت بیمار ہی وہاں داخل ہونگے۔ خدا اسی کی بیماری بڑھاتا ہے کہ جو بدپرہیز ہے اور یہ اس کا قانون ہے کہ جس کو ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔

۵۔ موت کیوقت اللہ تعالیٰ انسان کے قوائے و قوتی کو قبض کر لیتا ہے وہ عالم برزخ میں رہتی ہے جو ایک قسم کی نیند کی حالت ہے۔ قیامت میں ہمارے اعمال کے بموجب جسم ملیگا جس نے اب ہمارے جسم میں ذرات کو اکٹھا کر دیا ہے وہ پھر بھی جسم دیدیگا اور یہ کوئی مشکل امر نہیں۔

۶۔ اس دنیا کا سکھ اور دکھ ہمارے گذشتہ اعمال کا نتیجہ نہیں کیونکہ اس دنیا

کے سکھ کو ہم دکھ اور دکھ کو سکھ بنا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ سزا و جزا نہیں پھر یہاں کا ہر دکھ سزا نہیں مگر ہر سزا دکھ ضرور ہے جب تک آپ دکھ نہ اٹھائیں سکھ حاصل کر نہیں سکتے یہاں اکثر دکھ اٹھانے کا نتیجہ سکھ ہے اور سکھ بھوگنے کا دکھ ہے اس لئے یہ گذشتہ اعمال کا بدلہ نہیں۔

۷۔ ہمارے اعمال محدود ہیں مگر خدا کا فضل محدود نہیں موت خدا کی طرف سے ہے کہ جو اعمال کو محدود کرتی ہے مگر اس کی رحمت اور ربوبیت محدود نہیں اگر خدا کی ربوبیت کا چشمہ خشک ہو جائے تو جنت محدود ہو سکتی ہے۔

۸۔ نہروں کی ضرورت عرب والوں کو ہی نہیں ہندوستان والوں کو بھی ہے ورنہ ویدوں میں امم مے گنگے یمنے سرسوتی شتدری ایخ۔ اے گنگا اے جمنا ستلج بیاس۔ راوی چناب جہلم ہماری دعا کو سنو یہ دعا نہ سکھائی جاتی۔ نیز ہی دودھ۔ دہی اور شراب کی نہریں ان کا ذکر بھی وید میں موجود ہے۔

گھرت ہرد امدھو کولہ سرا اد کہ کشیریں پورنا اوکین ودھنا

ایتستوا دھارا اُپ نیتو سرداہ سور گے لوکے مدھومت پنو ماناہ

(ترجمہ) گھی کے حوض شہد کی نہریں۔ دودھ کی ندیاں۔ دہی کے تالاب شراب کے سمندر یہ سب سورگ لوک (بہشت) میں تمہیں ملیں گے مسلمانوں کے بہشت میں دہی کا ذکر نہیں مگر آپ کی پکوڑیوں کیلئے دہی کے تالاب بھی موجود ہیں۔[1]

۹۔ مرد اور عورت کا یہ تصور جو اس دنیا میں ہے وہاں نہیں ہے البتہ وید میں لکھا ہے کہ عورتوں کیلئے گندھرو ہیں کہ جن کے خصئے گھوڑے گھوڑے کے برابر ہونگے۔

مہاشہ صاحب کی تقریر

المضمون یہ تھا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اس کو تو آپنے چھوڑ دیا ابھی تک نہیں لگایا میں بار بار پوچھتا ہوں کہ مرنے کے بعد آتما کہاں جاتا ہے جسم کہاں

---

[1] ان منتروں کا حوالہ پوچھا گیا تو اتھروید کے چوتھے کانڈ کا ۳۴ واں سوکت بتلایا گیا مگر پریم جی کیا جانیں کہ کانڈ کیا اور سوکت کس کو کہتے ہیں وہ منہ تکتے رہ گئے اور کچھ نہ سمجھے کہ کیا کہا گیا۔

کہاں سے لایا جائے گا۔ دوبارہ وہ ذرے کس طرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

۲۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا حدیث میں لکھا ہے کہ ہر شخص کیلئے حرام کاری کا حصہ مقرر ہے کہ جس کو وہ ضرور کرے گا۔

۳۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جرائم کے درجات ہیں مگر جہنم میں سب کو کس طرح ڈالدیا جائے گا کیا وہاں بھی درجے ہیں۔

۴۔ آپ اعمال کے بموجب جنت اور دوزخ میں جانا بتلاتے ہیں مگر قرآن شریف میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ جس کو چاہے اللہ بخش دے گا جس کو چاہے چھوڑ دیگا۔ اعمال کہاں رہے؟ یہاں تو اس کی مرضی رہ گئی۔

۵۔ آپ کہتے ہیں کہ روح نیچے نہیں گرتی اس کا ارتقاء ہوتا ہے۔ ایک شخص نیک تھا بد ہو گیا مسلمان تھا کافر ہو گیا کیا یہ اس کا ارتقاء ہوا یا اس کی روح نیچے گر گئی۔ آپ اسکو ارتقاء کہتے ہونگے ایسا ارتقاء تو سب مسلمانوں کا ہو۔

۶۔ مردوں کے لئے حوریں ملیں گی تو عورتوں کے لئے کیا ملے گا؟

۷۔ حدیث میں لکھا ہے کہ بہشت میں عورتوں کو حمل ہونگے اور وہ بچے جنیں گی۔

۸۔ آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے نیک اعمال کے بدلہ میں جو کچھ ملتا ہے وہ ہمارے لئے تباہی کا باعث نہیں ہونا چاہئے۔ مولوی صاحب کی اس عقل پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ مولوی صاحب کسی دفتر میں ملازم ہوں انکو مہینہ کے بعد ملے تنخواہ ۲۰ س کو لیکر یہ کسی دیسی عورت کے مکان پر چڑھ جائیں تو کیا وہ انکی تباہی اور بربادی کا موجب ہو جائیگی یا نہیں۔ پچھلے جنم کی کمائی کے غلط استعمال سے اگر کوئی دکھ اٹھائے تو اسمیں اعتراض کیا۔ آگ پرماتما نے دی ہو کوئی اس سے مکان جلائے یا کھانا پکائے انسان فعل مختار ہے۔[1]

---

[1] پہلے بھی عبارت بار بار فعل مختار فعل مختار کہتے جاتے تھے یہ ہے ان لوگوں کی قابلیت کہ جو مناظر بن کر آجاتے ہیں کہ جو اتنا نہیں سمجھتے کہ انسان فاعل مختار ہے نہ کہ فعل مختار ایسے اردو مڈل فیل مناظروں کو اردو بھی ہمیں ہی پڑھانا پڑتا ہے۔ نہ اردو جانیں نہ ہندی پڑھ سکیں مگر آریہ پرتی ندھی سبھا کے پرچارک بن کر میدان مناظرہ میں جوکر (بھانڈ) کا پارٹ کرنے آجاتے ہیں (مصنف)

مولوی صاحب کا جواب

۱- مرنے کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ میں نے بتلا دیا اس پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ مرنے کے بعد انسانی روح عالم برزخ میں رہتی ہے۔ جس طرح اب ہمارے جسم میں ذرے خدا نے اکٹھے کئے ہیں اسی طرح قیامت کے بعد بھی کر دیگا۔

۲- شرائط مناظرہ کی رو سے میں کسی حدیث کا جواب دہ نہیں۔ اور آپکا قرآن شریف کو چھوڑ کر احادیث کی طرف جانا کمزوری کی دلیل ہے جب میں قرآن شریف اور وید سے باہر نہیں جاتا تو آپ میرے مقابلہ میں شرائط کو کیوں توڑتے ہیں۔

نوٹ- اس کے بعد پریذیڈنٹ صاحبان کی آپس میں کوئی آدھ گھنٹہ تک اسی پر گفتگو ہوتی رہی مگر آریہ مناظر اور پریذیڈنٹ شرائط توڑنے پر ایسے مصر تھے کہ انکو مناظرہ چھوڑ دینا منظور تھا۔ مگر شرائط مناظرہ کی پابندی منظور نہ تھی مولوی عصمت اللہ صاحب نے ہرچند انکو مجبور کیا لاجواب کیا مگر جب آخر کار اسی بہانہ وہ مناظرہ سے بھاگتے نظر آئے تو مجبوراً مناظرہ اسی نہج پر جاری رکھنا پڑا۔

۳- اگر یہاں جرائم کے درجات ہیں تو جہنم میں بھی مختلف وارڈ ہیں۔ انکو طبقات جہنم کہتے ہیں۔

۴- اللہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے مگر اس کا چاہنا انسان کا چاہنا نہیں اور نہ اس کے چاہنے میں ظلم اور زیادتی ہے بلکہ رحم کے ساتھ ہے۔

۵- کوئی مسلمان خواہ کافر ہو یا نیک ہو کر بد ہو جائے مگر اسکی روح رہیگی انسانی روح حیوان کی روح نہیں بن سکتی نیچے نہیں گر سکتی۔

۶و۷- مردوں کیلئے حوریں ملینگی تو عورتوں کے لئے مرد ملیں گے مگر آپ اس اصول کی طرف کیوں نہیں آتے کہ وہاں عورت اور مرد کا یہ تصور ہی غلط ہے کہ جو یہاں ہے وہاں کا عالم ہی نرالا ہے اور تمام کیفیات بطور تمثیل ہیں۔

۸۔ آپ کو میری عقل پر ہنسی آتی ہے میں آپ کے مذہب کو مضحکہ انگیز اور بھول بھلیاں سمجھتا ہوں۔ آپ نے مثال غلط دی اصل سوال یہ ہے کہ جب آپ مہینہ بھر کام کرکے اپنی تنخواہ لے چکے اب اس تنخواہ پر تنخواہ دینے والے کا کوئی حق نہیں رہا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس تنخواہ کو ہمارے گھر میں ہی خرچ کرو ورنہ ہم سزا دیں گے ؎۱

مہاشہ صاحب کی تقریر

۱۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ روح قبر میں رہتی ہے۔ فرشتے اس کے پاس آکر سوال و جواب کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے عزرائیل روح کو لیجاتا ہے یا نہیں ان کا آپ کیوں جواب نہیں دیتے قیامت کے دن جسم کہاں کہاں سے لایا جائیگا۔

۲۔ بہشت میں ریشمی لباس اور کپڑے ملیں گے اس کا جواب آپ نے کوئی نہیں دیا یہ ریشم کون بنے گا۔ سنار کہاں سے آئیں گے کہ جو وہاں بہشتیوں کیلئے زیور تیار کریں۔

۳۔ یہ بھی بتلائیے یہاں کا دکھ اور سکھ کن کرموں کا نتیجہ ہے یا خدا کی مرضی سے ہی سب کچھ ہوتا ہے اور یوں ہی اندھا دھند جس کو چاہا جیسا چاہا بنا دیا اسی طرح آگے بھی ہے کہ جس کو چاہے خدا بخش دے گا جس کو چاہے چھوڑ دیگا۔ اس سے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو ساری عمر بھر نیک اعمال کرتا رہے اسکو خدا دوزخ میں ڈالدیگا اور جو بدی کرتا ہے اسکو بہشت دیدے۔

۴۔ بچوں کو بہشت میں بھیجے گا یا دوزخ میں اگر بہشت میں تو بغیر اعمال کے وہ کیسے وہاں پہنچ جائیں گے اگر جہنم میں تو ان کا قصور کیا۔

؎۱ جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ ہمارے گذشتہ اعمال کا بدلہ ہے پرمیشور کیوں یہ حکم دیتا ہے کہ اس روپیہ۔ ہاتھ پاؤں علم و عقل کو ہماری مرضی پر خرچ کرو اسکا اسپر کوئی حق نہیں رہا آپ تو کسی کے کوٹھے پر چڑھ جانے سے وہ سزا کیوں دیتا ہے یہی تو میرا سوال ہے کہ جسکو آپ ٹال گئے یہ مجھ پر ہنسی نہیں یہ اپنے مذہب پر ہنسی ہے کہ ایک ہی چیز خریدار کے ہاتھ فروخت بھی ہو چکی مگر دکاندار اپنا قبضہ بھی جمائے بیٹھا ہے یہ ہے تناسخ ماننے والوں کا پرمیشور کہ جو بیوں کیطرح زبانی زبانی سب کچھ دیکر لوگونکی جائداد بھی قرق کروا لیتا ہے۔

۵۔بہشت بھی کبھی ختم ہوگا یا نہیں۔

۶۔پہلے تو آپ نے ایوولیوشن کے باوا آدم کی تعریف کی اب اسکو کاٹھ کا الو بنا دیا میں آپکی عقل پر کیا کہوں۔

۷۔جسمانی ارتقاء کے ساتھ روح کا ارتقاء ضروری نہیں ایک شخص جسم کے لحاظ سے بڑھ گیا مگر ہو سکتا ہے کہ اسکی روحانی حالت خراب ہو تو روح کا ارتقاء کیا ہوا۔

۸۔حدیث میں جو لکھا ہے کہ ہر شخص کیلئے حرامکاری کا حصہ مقرر ہے جسکو وہ ضرور کرتا ہے اسکا آپ نے کیا جواب دیا۔

۹۔آپ بار بار کہتے ہیں کہ روح نیچے نہیں گرتی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کاتب پہلے مسلمان تھا پھر کافر ہوگیا تو کیا وہ نیچے گرا یا اس کا ارتقاء ہوگیا اور وہ ترقی کر گیا اگر ترقی اسی کا نام ہے تو پھر نیچے گرنا کس کو کہتے ہیں۔

۱۰۔بہشت میں جو عورتیں ملیں گی بھئی واہ انکے متعلق قرآن شریف میں کیا ہی اچھا لکھا ہے کہ انکی آنکھیں انڈے انڈے کے برابر ہونگی واہ جی واہ اچھا بہشت ہے۔

۱۱۔آپ احادیث سے بہت گھبراتے ہیں کل مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلیات آریہ مسافر کا حوالہ کیوں پیش کیا شرائط میں صرف وید اور قرآن شریف تھا یہ خلاف شرائط بات آپکی طرف سے ہوئی اسلئے ہم احادیث ضرور پیش کریں گے۔

مولوی صاحب کا جواب

۱۔مرنے کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ میں نے بتا دیا اب نئے سوالوں کا جواب سنئے قبر میں روح کے رہنے سے مراد مٹی کی قبر نہیں بلکہ عالم قبر ہے کہ جس کا دوسرا نام عالم برزخ ہے اس عالم میں سوال و جواب ہونگے اسمیں بعید از عقل کونسی بات ہے ملک الموت روح کو قبض کرتا ہے چلو اس پر اعتراض کردو آپکے ہاں بھی یم دوت (یم کے فرستادے) ہی جان قبض کرتے ہیں۔مگر اس کے آگے جو کچھ ہوتا ہے وہ ضرور مضحکہ انگیز ہے کہ جب

وہ روح کو لیجاتے ہیں تو آگے یم کے چار کتے اس روح پر بھونکتے ہیں اور اسکو آگے نہیں جانے دیتے جب تک کہ یم دیوتا اسکو اجازت نہ دے۔

۲۔ بہشت میں ریشمی کپڑے اور سونے کے کڑے ایسے نہ ہونگے جیسا کہ اس دنیا کے میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ اس عالم کی کیفیت ہی اور ہے یہ سب تمثیلات ہیں کپڑوں اور لباس سے مراد سرداری اور عزت و تقویٰ ہے جو بہشتیوں کو ملیگا۔

۳۔ یہاں کا سکھ اور دکھ جزا اور سزا نہیں بلکہ بطور امانت اور ذریعہ جدوجہد ہے کیونکہ ہر سکھ جزا نہیں اور نہ ہر دکھ سزا ہے بلکہ اکثر سکھ ذریعہ ابتلا اور دکھ آئندہ سکھ کی سیڑھی ہے خداوندِ تعالیٰ کسی کو نہیں بخشتا اور نہ عذاب دیتا ہے اس کے بخشنے میں حکمت ہے اور عذاب میں ذرہ بھر ظلم نہیں ۔ یہ قرآن شریف کا ارشاد ہے۔

۴۔ بہشت محض اعمال سے نہیں خدا کے فضل سے ہے کہ جس کو اعمال جذب کرتے ہیں بچونکو یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں جو کسی کے ظلم سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے انکی اصلاح کا سامان وہیں ہو جائے گا۔

۵۔ بہشت کبھی ختم نہ ہو گا۔ اس کی وجہ پہلے بتا چکا ہوں۔

۶۔ ایوولیوشن کا باوا آدم خود قرآن شریف ہے البتہ وہ فلاسفر ضرور کاٹھ کا الو ہے کہ جو روحانیات میں ارتقاء نہیں مانتا یہ قانون ہر نوع مخلوق پر حاوی ہے۔

۷۔ یہ میں نے نہیں کہا کہ جسم اور روح کا ارتقاء ساتھ ساتھ ہوتا ہے جسم روح کا محافظ اور اس کے ارتقاء کا صرف ایک حد تک آلہ ہے اسکے ارتقاء کے ذرائع دوسرے ہیں۔

۸۔ حدیث میں حرامکاری کا لفظ نہیں بلکہ آنکھ ۔ کان اور زبان وغیرہ کی لغزشوں کا ذکر ہے کہ جس کو آنکھ ۔ کان اور زبان وغیرہ کا زنا کہا گیا ہے جس کے لئے جو حصہ یعنی اندازہ مقرر ہے کہ اس حد پر جا کر وہ اس عضو کا زنا کہلاتا ہے اور کرنے والا اس کا مرتکب کہلاتا ہے البتہ تناسخ کی بنا پر جس نے حرامزادہ ہونا ہے اس کے ماں باپ کیلئے لازم ہے کہ وہ زنا کریں وہ اس پر مجبور ہیں ورنہ ان کا بیٹا حرامزادہ کیسے ہو سکتا ہے؟

۹۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ روح نیچے نہیں گرتی کاتبِ وحی کافر ہو گیا مگر رہا انسان

ہی حیوان نہیں بن گیا اگر حیوان بن جاتا تو میں سمجھتا کہ روح گر گئی۔

۱۰۔ اب تک تو میں نے آپکو حقیقی جواب دیئے کہ جنت کی نعمتونکو اس دنیا کی چیزیں مت سمجھو وہاں نہ ایسی نہریں ہیں نہ عورتیں مگر اب وید سے جواب سنئے وید کہتا ہے۔

نیئشام ششنم پردہنی جات وید۔

سورگے لوکے بہو استریئنم ایشام

نیک لوگو نکے عضو خاص کو اگنی دیوتا نہیں جلاتا سورگ لوک (بہشت) میں ان کیلئے استریوں کے بہت جھنڈ ہیں۔ استریاں تو یہاں بھی موجود ہیں یہ ادا بات ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی ہوں یا بڑی بڑی والی

۱۱۔ میں احادیث سے گھبراتا نہیں البتہ میرے مقابل آپ کا حدیث پیش کرنا آپ کی شکست ہے اس لئے کہ میں وید اور قرآن شریف سے باہر نہیں گیا۔ آپ کیوں جاتے ہیں؟

مہاشہ صاحب کی تقریر

۱۔ میں نے پوچھا تھا کہ مرکر روح کہاں جاتی ہے کون لے جاتا ہے آپ کہتے ہیں۔ کریم دوت لے جاتے ہیں اور اس پر کتے بھونکتے ہیں کیا یہ قرآن شریف میں لکھا ہے یا حدیث میں ہے ہم تو ایسی لغو باتیں نہیں مانتے

۲۔ پھر کہتے ہیں کہ بہشت میں جو کچھ ہوگا وہ تمثیلات ہیں مولانا صاحب تمثیلات کہاں ہیں وہاں تو صاف لکھا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ بہشت میں باغ ہونگے جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ اور ایمان والوں کیلئے وہاں پاک بیبیاں ہیں لھم[1] کی ضمیر مذکر کی ضمیر ہے یعنی مردوں کے لئے پاک عورتیں ہیں تمثیلات کہاں ہوئیں یہاں تو بات ہی صاف ہے۔

۳۔ مولوی صاحب نے کہا خدا ظلم نہیں کرتا بھئی اور ظلم کیا کرتا ہے کہ خود ہی دلوں پر مہریں لگاتا ہے پھر سزا دیتا ہے جہنم میں ڈالدیتا ہے اور کوئی لاکھ چیخ پکار کرے پھر

---

[1] حاشیہ مہاشہ پرکیم کی جانے بلا لھم کی ضمیر مذکری ہے یا مونث کی یہ لقمہ ایک مرتد نے انکو دیا تھا (مولف)

اسکو واپس نہیں آنے دیتا۔

۴۔ بہشت اگر اعمال سے نہیں تو سب کو بہشت میں کیوں نہیں لے جاتا۔

۵۔ ہمارے نزدیک تو انسان اعمال میں مجبور گذشتہ اعمال کی وجہ سے ہے۔ ایک حرامزادہ گذشتہ اعمال کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر آپ تو تقدیر کی وجہ سے مجبور مانتے ہیں۔

۶۔ ایک آدمی ایک لمبے عرصہ تک نیکی کی زندگی بسر کرتا رہا اسکے بعد پھر اس نے بدمعاشی شروع کر دی تو آیا اسکی روح نیچے گر گئی یا نہیں روح کی گراوٹ آپکو ماننی پڑیگی آپ اب عبدالحق ہیں پھر رام چندر ہو جائیں تو کیا آپ کی روح نے تنزل کیا یا ترقی کی اگر ترقی کی تو بہت اچھا طریقہ ترقی کا ہے کر لیجیئے۔

۷۔ آپ بہشت کا انکار کرتے جاتے ہیں اسکو تمثیلات اور کیفیات بتلاتے ہیں مگر حدیث میں ہے کہ جنت ماں کی جوتی کی نوک کے قریب ہے۔

۸۔ لو بھئی ان کی احادیث کا اور تماشہ دیکھو۔ لکھا ہے کہ گرگٹ کے مارنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں کسی بڑی چیز کے مارنے کا ذکر ہوتا تو بھی کوئی بات تھی گرگٹ بیچارے کے مارنے سے کیا ملیگا۔

۹۔ آپ ہمارے سورگ لوک کے متعلق بہت منتر پڑھتے ہیں ہمارے ہاں تو اعلیٰ روحانیت کا مقام مکتی ہے سورگ اسی جگہ ہے۔

مولوی صاحب کا جواب

اس سوال کا جواب کہ روح کہاں جاتی ہے کون لے جاتا ہے میں دے چکا ہوں آپ کان کھولکر سنیں تو یاد رہے۔ یم دوت لیجاتے ہیں اور اس پر کتے بھونکتے ہیں یہ سب ویدوں میں لکھا ہے۔ آپکی جانے بلا۔ کبھی ویدوں کی شکل دیکھی ہو تو پتہ چلے اگر یہ باتیں لغو ہیں تو یا اور کچھ ہیں تو مگر ہیں ویدوں میں۔ اگر انکار کرو گے تو منتر پڑھکر سناونگا اور حوالہ بھی دونگا۔

۲۔ میں حیران ہوں کہ میں سوال کے کرنے کا آپکو کوئی حق نہیں وہ آپ کرتے کیوں

ہیں۔ نیک اعمال کے بدلہ میں خوبصورت عورتیں ملنا یہ تناسخ کے اصول کے عین مطابق ہے نہیں تو فرمائیے لوگوں کو تناسخ کی بنا پر جو نیک پاک خوبصورت عورتیں ملتی ہیں۔ وہ کیا گناہ کی وجہ سے ملتی ہیں؟ عام مسلمانوں کے نکتہ نگاہ میں اور آپ کے اصول کی رو سے نتیجہ ایک ہے صرف مقام کا فرق ہے ان کے ہاں بعد الموت دوسرے عالم میں ملتی ہے آپ کے ہاں اسی دنیا میں۔ البتہ قرآن شریف کے الفاظ محفوظ ہیں ازواج زوج کی جمع ہے کہ جو مرد و عورت دونوں کیلئے استعمال ہو جاتا ہے پس ازواج کے معنی جماعت اور سوسائٹی کے بھی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ مہریں لگانے کا جواب دے چکا آپ نہ سمجھیں تو میں کیا کروں جہنم سے نہ نکلنے کا جواب بھی ہو چکا ہے[1]

۴۔ میرے گذشتہ جواب کو غور سے سنا ہوتا تو اعمال سے بہشت ملتا ہے یا کس طرح؟ خود بخود آپ کا اعتراض اڑ جاتا ہے[2]

۵۔ گذشتہ اعمال کی بنا پر کسی کا حرامکاری پر مجبور ہونا کم از کم حدیث پر سے اعتراض اڑا دیتا ہے یہ جوابات ہے کہ آپکو حدیث کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہے اپنے اصول کی بنا پر تو آپ نے مان لیا کہ وہ شخص حرامکاری پر مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ کہیں نہ کہیں حرامزادہ نے ضرور پیدا ہونا ہے جس کیلئے حرامکاری لازمی شرط ہے۔

۶۔ روح کے نیچے گرنے کا مطلب میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔ کہ اپنے سٹیج یا نوع سے نیچے گرنا ہے انسان کی روح کتنی بھی خراب ہو جائے مگر وہ حیوان میں مطلقاً نہیں جا سکتی یہ اصول ارتقاء کے خلاف ہے۔

۷۔ جنت ماں کی جوتی کی نوک کے قریب ہے اس میں کوئی بعید از عقل بات نہیں ماں کی خدمت سے انسان بہشت کے قریب ہو جاتا ہے مطلب صرف اسی قدر ہے

۸۔ گرگٹ مارنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا حدیث میں لکھا ہے حدیث تو قابل غور ہے کہ صحیح ہے یا موضوع۔ آپ اسکی صحت کی سند دیجئے البتہ وید میں ضرور لکھا ہے۔ یو دو اتی ستیپا دم آدم لو کین سمتم

[1] دیکھو صفحہ ۱۳ کا نمبر
[2] دیکھو صفحہ ۱۴ کا نمبر

سہ ناکم بعیہ آروہتی تیر شلکونہ کریتے ابلین بلیسے

جو سفید پاؤں والی بھیڑ برہمن کو خیرات کر دیتا ہے وہ اس بہشت کو چڑھ جاتا ہے کہ جہاں طاقتور کمزور سے فلیس نہیں لیتا بہشت کا کیسا سستا سودا وید نے بتایا ہے۔"

۹۔ اگر آپ کے ہاں اعلیٰ روحانیت کا مقام مکتی ہے تو چاروں ویدوں میں سے کہیں مکتی کا لفظ ہی دکھا دیجیئے۔ وید مکتی کے نام سے بھی واقف نہیں۔

مہاشہ صاحب کی تقریر

ایمدوت اور بہشت کے متعلق جو آپنے منتر پڑھے ان کے حوالے دیجیئے

نوٹ:۔ اس پر جواب دیا گیا کہ آپ کے ساتھ پنڈت شوشرما اور سوامی کرشنانند بیٹھے ہوئے ہیں اور بھی پنڈت موجود ہیں اگر آپکو معلوم نہیں تو ان سے پوچھ لیجیئے اگر یہ بھی انکار کر دیں کہ یہ وید میں نہیں ہے تو ابھی حوالہ دیتا ہوں میں دیکھنا یہ چاہتا ہوں کہ آریوں میں کوئی وید کا جاننے والا ہے بھی یا نہیں۔ اسپر سماجی پنڈتوں میں ایک سناٹا چھا گیا اور ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے نہ انکار ہی کرتے بنا اور نہ اقرار ہی کیا)

۲۔ ہمارے ہاں تو نیک اعمال کے بدلہ میں ہی خوبصورت عورت ملتی ہے مگر یہاں ہی ملتی ہے کسی دوسری دنیا میں نہیں ایسا سورگ ہے تو یہی دنیا ہے مگر مکتی میں یہ ادنی چیزیں نہیں وہ ایک اعلیٰ مقام ہے۔ نہ وہاں نہریں ہیں نہ حوریں اور نہ غلمان نہ عورتیں۔

۹۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان کی روح نیچے نہیں گرتی یعنی حیوان میں نہیں جاتی لیجیئے اس کا بھی ثبوت دیدیتا ہوں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ کچھ لوگوں کو کُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ کہا گیا کہ تم ہو جاؤ بندر ذلیل۔ لیجیئے انکی ارواح بندروں میں چلی گئیں اب بھی آپکی تسلی ہوئی یا نہیں اب یہاں اصولِ ارتقا کہاں گیا۔

۴۔ گرگٹ مارنے والی حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ اجی تمہارے بھی تو لکھا ہے کہ براہمن کو سفید بھیڑ دینے سے بہشت مل جاتا ہے اسمیں تو پھر بھی کچھ فائدہ ہے

کسی غریب برہمن کا بھیڑ کی اُون سے کوٹ ہی بن جائیگا سردی سے بچیگا یہی سورگ مل گیا مگر گرگٹ مارنے سے کیا ہوگا اس کے بدلہ میں دس نیکیاں کیوں لکھی جائینگی؟

۵۔ آیت اِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا الخ سے ظاہر ہے کہ خدا نیکوں اور بدوں سب کو دوزخ میں ڈال دے گا۔[1]

مولوی صاحب کا جواب

۱۔ وہی مکتی جس کو آپ اعلیٰ مقام بنائے بیٹھے ہیں اسی کے متعلق پوچھا تھا۔ وید میں کہیں ہے بھی؟ وید میں تو سوائے سورگ لوک کے اور مکتی کا کوئی ذکر نہیں اگر سورگ لوک اسی دنیا پر ہے تو بتلایئے کہ آپ کے ہاں عورتوں کو وہ خاص اعضائے والے گند مرو بھی ملے ہوئے ہیں؟ اگر ملے ہوئے ہیں تو میں مانتا ہوں کہ سورگ لوک (آپ کا بہشت) اسی دنیا پر ہے۔

۲۔ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ میں قردہ کا بدل خٰسئین پڑا ہے یعنی بندر ہونے سے مراد ان کا ذلیل ہونا ہے اور یہی ہمارے محقق مفسرین نے لکھا ہے۔

۳۔ گرگٹ مارنے والی حدیث کے متعلق میں نے سوال کیا تھا کہ اسکو از روئے سند صحیح ثابت کیجئے وید منتر میں برہمن کو بھیڑ کوٹ بنانے کیلئے نہیں دیجاتی بلکہ بہشت میں اپنی پیٹھ پر لیجانے کیلئے دیجاتی ہے اور بہشت بھی کونسا کہ جہاں طاقتور کمزور سے فیس نہیں لیتا یعنی پرلوک اور تیسرے آسمان کا بہشت۔

۴۔ اب میں ساری بحث کا خلاصہ سناتا ہوں۔ میں نے اخروی زندگی کے متعلق کل سوالات کے جواب دیدیئے جنت کی نعماء کے متعلق حقیقی جواب بیان کئے اور سمجھا دیا کہ وہ اس دنیا کی اشیاء سے الگ کیفیات ہیں انکی تشریح کرکے دکھا دی نہریں بتا دیں ریشمی لباس اور سونے کے کڑوں کا مطلب سمجھا دیا جہنم کا فلسفہ بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق آپکے کل شکوک کا ازالہ کر دیا مرنے کے بعد

---

[1] یہ اعتراض مہاشہ جی کو لاہور اگر سوجھا ہے حیدرآباد میں تو یہ کیا نہیں چونکہ اخبار پرکاش میں انہوں نے شائع کیا ہے اس لئے اس کا جواب بھی دیدیا جاتا ہے۔

روح کہاں جاتی ہے قیامت میں کس طرح جسم ملیگا وغیرہ وغیرہ کل اعتراضات کو حل کردیا مگر افسوس ہے کہ آپ نے دید منتر کے متعلق ایک لفظ تک نہ بتلایا اور نہ منترونکو حل کیا مگر آپ اپنی کمی علم سے معذور ہیں اب اخباروں ہیں لوگ یہی تو لکھیں گے کہ مولوی صاحب نے پنڈت کے کل سوالات کا جواب دیدیا مگر پنڈت نے ایک بھی دید منتر کا جواب نہ دیا لوگ کل کو کیا کہینگے اسی شرم سے کچھ نہ کچھ جواب تو دیتے۔

۵۔ آیت اِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا ربع میں خطاب گنہگاروں سے ہے نہ کہ کل انسانوں سے اور حرف ثُمَّ کے معنی اس آیت میں اور کے ہیں۔ ساری آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ اے گنہگارو کہ جن کا ذکر اوپر کی آیات سے چلا آتا ہے تم میں سے ہر ایک جہنم میں داخل ہوگا یہ تیرے رب کی طرف سے فیصلہ شدہ امر ہے اور ہم نجات دینگے پرہیزگاروں کو اور ظالموں کو اسی جہنم میں گرے ہوئے رکھیں گے۔

مناظرے کا تیسرا دن

قرآن مجید الہامی ہے یا نہیں

ابتدائی تقریر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۵ آمین۔ (آل عمران ۴-۳-۵) مہاشہ سجنو۔ آج کا مضمون دل سے توجہ دینے کے قابل ہے کیونکہ یہ کوئی زن زر یا زمین کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ اسکا تعلق پرماتما سے ہے اسواسطے ہر آدمی کا فرض ہے کہ جو بات اسکے سامنے پیش کیجائے اسے سن کر غور کرے۔ کہ آیا اسے مان کر چھوٹ سکتا ہوں یا اختلاف کرکے پھنستا ہوں۔ یہ بھی خیال کرے کہ میں ایک دن اکیلا ہونگا جس کے سامنے جانا ہے اس کے سی آئی ڈی میرے ساتھ ہیں پس سنئے! قرآن ایسے وقت میں آیا جب دنیا میں اندھیرا تھا۔ مکہ میں بت پرستی تھی ایسے وقت میں ایک روحانی طاقت والے کی ضرورت تھی جو خدا کی ہاں سے آئے اور بتا دے کہ تمکو تمہارا مہاراج یہ حکم دیتا ہے۔ اور اس کا بلانا بھی خدا کی طرف سے ہو یہ میرا دعوے قرآنی آیات سے ثابت ہے قرآن شریف بتلاتا ہے کہ میں خدائے رب العالمین کی طرف سے آیا ہوں۔ میں اپنے ان سب دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیتا ہوں قرآن مجید اہل عرب کے حق میں کہتا ہے۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۵ (الجمعۃ ۲۸-۶۲-۱ رکوع) وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۵ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۵ (الشعراء رکوع ۱۹-۲۶-۱۱) چھٹی لکھنے والے کا نام ہوتا ہے از طرف ثناء اللہ بطرف پنڈت دھرم بھکشو مرسل کا نام رب العالمین مکتوب الیہ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ لا

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ (محمد ۲۶۔۴۷۔۱ رکوع) ایک اور بات قرآن شریف میں خاص معلوم ہوتی ہے کہ قرآن میں حکم کے صیغہ سے بتلایا جاتا ہے ۔
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (اے نبی تو کہہ کہ اللہ ایک ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے بلانے سے بولتے ہیں ۔یہ قرآن مجید کی ایک خصوصیت ہے سابقہ الہامی کتابوں میں کہیں بھی اس طرح پر مخاطب نہیں کیا گیا کہ اے موسیٰ کہدو اے عیسیٰ کہدو اس سے مقصود ہے کہ قرآن کے مرسل کی ہستی اور نبی کی ہستی الگ الگ معلوم ہوجاوے ۔قرآنی تعلیم یہ ہے لوگو خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو ۔
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ (حم السجدہ رکوع ۲۴۔۴۱۔۵) اے لوگو نہ سورج دیوتا کی پوجا کرو نہ چندرما دیوتا کی اس پرماتما کی کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ایک مقام پر خدا کی توحید کا ذکر یوں کیا ۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ (سورۂ فاطر ۲۲۔۳۵۔۲ رکوع) اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اس نے سورج چاند تمہارے لئے کام میں لگا رکھے ہیں ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا ہے یہی ایسا کرنیوالا تمہارا رب ہے سب اختیار اسی کو ہے اور جن لوگونکو اس کے سوا تم پکارتے ہو وہ ایک ذرہ جتنا بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم انکو پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے نہیں اور اگر بالفرض سن لیں تو حاجت برآری نہیں کرسکتے ایسی قوم بھی تھی جو اپنے ہادیوں ہی کو خدا کا شریک بنالیتی تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے فرمایا ۔قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۝ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ (الجن ۲۹۔۷۲۔۲ رکوع) پھر اور صاف کرنے کو فرمایا ۔قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (الاعراف ۲۳) حدیث میں فرمایا۔ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ۔
لوگو مجھے عیسائیوں کی طرح مت سمجھنا میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی حکومت مہاراج کی ہے اور میں اس کا غلام ہوں مجھ سے کسی حاجت روائی کی امید نہ رکھنا اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آپکو بوصف رسالت بھی عبد ہی فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (سورۃ البقرہ ۳۰ رکوع) آپ نے دنیا میں اپنی عزت پیدا کرنے کے واسطے دعویٰ نبوت نہیں کیا نہ ہی عزت بڑھانے کو کیا کھانا صبح کو ملتا تھا تو شام کو نہیں ایک دفعہ طبع مبارک پر مخالفوں کے تقاضے کا اثر ہوا تو آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ (الانعام سورت ۶۔ ۴ رکوع) مت خیال کرو کہ تمہارا حاجت روا ہوں نہ تم کو بیٹے دیسکتا ہوں نہ بیٹیاں جو مالک کا حکم ہوتا ہے وہی کہتا ہوں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم ۵۳۔ ۱ رکوع)۔
ابھی تک تشریح صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تھی۔ اب کتاب کی تعلیم بتلاتا ہوں غور سے سنئے۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ۱۹۰۲ رکوع) کہدو آؤمیں تمہیں پڑھ سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک ساجھا نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اپنی اولاد کو غریب اور مفلس ہو جانے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی تمہیں کھانے کو دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور نہ فحش اور بے حیائی کی باتوں کے قریب جاؤ کھلی بے حیائی ہو یا پوشیدہ اور نہ کسی جان کو قتل کرو مگر جو اپنے عمل سے مستحق قتل ہو چکا ہو یہ تمہیں حکم دیا جاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔ اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر جو اسکی بہتری کیلئے ہو یہاں تک کہ وہ جوان بالغ ہو جائے۔ ماپ اور تول کو پورا کرو انصاف کے ساتھ جب ماپو تو پورا جب تولو تو پورا وزن کر کے دو۔ ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق ہی تکلیف دیا جاتا ہے جب تم کلام کرو تو انصاف کی بات کہو اگرچہ وہ تمہارے کسی قریبی رشتہ دار کے خلاف ہو۔ اللہ کا عہد اور اقرار بھی پورا کرو۔ یہ تم کو حکم دیا جاتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو ان رستوں کی جو تمہیں خدا کی راہ سے علیحدہ کر دیں یہ حکم تمہیں دیا جاتا ہے تا کہ تم پرہیزگار ہو پایا ایک شخص عبد اللہ پیغمبر کے سامنے عرض کرتا ہے ماشاء اللہ وشہت جو اللہ اور آپ چاہیں ہو جائیگا۔ اس پر آپ نے فرمایا اجعلتنی لِلّٰہ ندًا۔ کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنا لیا بلکہ یہ کہو اللہ اکیلا جو چاہے۔ آپ نے اپنے آپکو خدائی کاموں میں دخیل نہیں ٹھہرایا بلکہ فرمایا مجھ سے اولاد وغیرہ کی تمنا مت رکھو۔

مذکورہ بالا آیتیں تمدنی اور عبادتی احکام کے متعلق ہیں مطلب یہ ہے کہ خدا کا ساجھی مت بناؤ اور آپس میں ایک دوسرے کیساتھ اچھی طرح پیش آؤ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا (سورۃ النساء ۶۰۴۰ رکوع) اللہ کی ہی عبادت کرو اسکے ساتھ کسی کو ساجھا مت بناؤ ماں باپ کیساتھ احسان

کرو اور قریبی رشتہ دار یتیموں مسکینوں اور قریبی ہمسایہ۔ اجنبی ہمسایہ۔ ہم صحبت اور مسافر ہندو ہو مسلمان ہو سب کے ساتھ نیک سلوک کرو مختصر یہ کہ ؎

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر ۔ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر ۔

عرب کا نمونہ آفریدی اور مہمندی لوگ ہیں سخت جنگجو قوم آپس میں بھی لڑنے والے ہر وقت مسلح ایسی قوم کو ایک شخص یکہ و تنہا بلا ہتھیار سمجھاتا ہے۔ اور انکی سب بری عادتوں کی اصلاح کرتا ہے اور وہ اس کے مخالف ہیں مگر کوئی اسے مار نہیں سکتا یہ کتنے بڑے کمال کی بات ہے ایسے نبی پر اعتراض خدا کی ناشکری ہے قرآن شریف کے آنیکی دو غرضیں ہیں خدا کے بندوں کو خدا کیساتھ ملائے دوسرے اپنے تابعداروں کو تختۂ ذلت سے اٹھا کر تختِ عزت پر بٹھائے۔

انہی دو غرض کیلئے قرآن شریف میں جہاد کے احکام بھی آئے ہیں جبکی ابتدا مع وجہ معقول خود بیان کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ یعنی جن مسلمانوں دشمنوں کی طرف سے سخت ظلم کئے گئے ہیں انکو بھی اجازت دیجاتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھائیں۔ اور یقین کریں کہ خدا ان کی مدد کریگا کیونکہ عدم تشدد حد کو پہنچ گیا ہے اسکی شہادت سندھ کا صوبہ دے رہا ہے۔ سب سے پہلے یہاں محمد بن قاسم تشریف لائے۔ عرب والوں نے قرآن کو اپنا رہبر بنا کر دنیا کو فتح کیا عزت کی زندگی گزاری نہ ظالمانہ بلکہ فاتحانہ پہلے خدا کے حکم کو سر پر رکھا بعدہٗ لوگوں سے انصاف کرنے لگے۔

گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا ۔ وحوش اور بہائم کو انساں بنایا

امید ہے میرے مخالف میری تقریر پر غور کر کے جواب دینگے۔

پنڈت دھرم بھکشو

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تاریکی تھی۔

آپنے روشنی پھیلائی یہ بات غلط ہے۔ کیا اس کا کوئی تاریخی ثبوت ہے۔ کیا کوئی
انگریز اسکو تسلیم کرتا ہے[1] ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم ۳۰، ۵ رکوع) دعویٰ
بلا دلیل ہے۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک خدا پر ایمان رکھنے والے
لا الہ الا اللہ کہنے والے بھی تو موجود تھے پھر یہ رسول پاک کی خصوصیت کیونکر ہوئی
آنحضرت کا تو کام ہی یہی تھا کہ وہ لوگوں کو یاد دلاتے کہ تمہاری اصلی تعلیم توحید ہے۔

حضرت عبد اللہ والد آنحضرت نیک تھے حضرت عبد المطلب نیک تھے[3] غیر خدا
کی پرستش لوگوں کا قصور تھا نہ کہ شریفوں کا۔ قرآن سے پہلے بھی لوگ نیک تھے۔ یہ
امر قرآن پر موقوف نہیں جیسا کہ قرآن خود فرماتا ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ
زُلْفَىٰ (سورۃ الزمر ۳۹، ۱ رکوع) وہ تو بتوں کو وسیلہ بطور قبلہ کے سمجھتے تھے۔ قرآن نے توحید
نہیں سکھلائی بلکہ شرک کی تعلیم دی ہے جیسا کہ لکھا ہے يُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا
بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ۔ یعنی جو لوگ خدا اور رسول میں فرق نکالتے ہیں وہ کافر ہیں۔[4]
(النساء ۴، ۲۱ رکوع)

اب رہا تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (الحاقہ ۶۹، ۱ رکوع) اسمیں کونسا لفظ ہے کہ جو الہام پر دلالت
کرتا ہے۔ رب کے مختلف معنی ہیں۔ اسکے معنی ممتاز شخص کے بھی ہیں تنزیل ایک مقام
سے دوسرے مقام پر اترنے کو بھی کہتے ہیں۔ قرآن کو تو جبرائیل لایا تھا وہ ہم میں سے
ہی ایک انسان تھا چنانچہ اس کا ذکر بخاری کی حدیث میں موجود ہے۔ جبرائیل نے بھی
وید مقدس ہی سے تعلیم حاصل کی تھی[5] چنانچہ قرآن میں ہے۔ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ
(سورۃ الحاقہ ۶۹، ۱ رکوع) قرآن جبرائیل کا کلام ہے تو خدا کا الہام کہاں سے ہوا۔

حاشیہ[1] اس کیلئے دیکھئے ولیم میور جیسے دشمن اسلام کی شہادت لائف آف محمد صفحہ ۲۶۹ سے صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء لندن اور ریورنڈ جے ایم راڈویل کے ترجمہ قرآن کا دیباچہ اور مسٹر کارلائل کی ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ لکچر صفحہ ۴۲ سب سے اعلیٰ مستند کتاب سائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لفظ قرآن کے ماتحت مضمون کو پڑھئے اور اپنے گھر کی شہادت یعنی ہو تو وید شاستر اور منو کو آج سے ہزار سال پہلے کی عینک لگا کر پڑھیئے۔ اور کچھ ہم بھی حاشیہ میں بتائیں گے۔ عبد الحق

[4] کہاں اللہ اور اسکے رسولوں میں جدائی ڈالنے کا مفہوم اور کہاں شرک کی تعلیم۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

[5] آپکے ہاں ویدوں میں اور شاستروں میں منو کی بہت عزت ہے اسی کا دوسرا نام آپ کے ویدوں وغیرہ میں نحو بھی آیا ہے شتپتھ برہمن وغیرہ میں ان کے زمانہ میں طوفان آنیکا بھی ذکر ہے اسی کی پوتھی یا کلام وید کہلاتا ہے اور یہ یقیناً حضرت نوح علیہ السلام تھے کہ جن کے صحیفہ کو بگاڑ کر سینکڑوں ویدوں کے مختلف نسخے بنالئے گئے حوالجات کیلئے دیکھو رگوید منڈل اسوکت ۸۰ منتر ۱۶ اور اسپر نرکت ۱۲/۴۲ رگوید ۱۰/۵۲، ۱۰/۲/۱۱، ۱/۱۴/۳۲ و نرکت ۳/۴ وغیرہ مہابھارت کا ون پرو متسیہ پران ۱/۱۲ بھاگوت پران اور شتپتھ کانڈ ۱ ادھیا ۸ برہمن اکنڈکا ۱۔ عبد الحق۔

پھر قرآن میں ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقر ۱۔۱ رکوع) ذالک اشارہ بعید ہے۔ اس سے قرآن مراد نہیں ہو سکتا اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ وید مقدس ہے جس سے قرآن اخذ کیا گیا ہے۔ پوسٹ مین دالسرائے کا خط لایا تو پوسٹمین کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی یہی حیثیت رسول کریم کی بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اس لئے ان کا ماننا نجات میں داخل نہیں۔ قرآن میں نبی کی پوزیشن تو یہ ہے کہ وہ خدا کے حلال کو حرام کرتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے۔ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ (التحریم ۶۶۔۱ رکوع) رسول کریم گمراہ تھے قرآن میں ہے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (والضحیٰ ۹۵۔۱ رکوع) غافل تھے۔ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (یوسف ۱۲۔۱ رکوع) گنہگار تھے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح ۲۶۔۱ رکوع) قرآن کی تعلیم سنئے غیر مسلم جب تک کلمہ نہ پڑھے تب تک مسلم نہیں ہو سکتا۔ کیسا ہی نیک ہو اسکے سب عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ حبطت اعمالھم۔ حدیث میں چوری اور زنا کی ترغیب ہے جیسا کہ حدیث وان زنیٰ وان سرق کہ زانی اور چور مسلمان کی نجات ہو جائیگی۔

آپ ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہیں۔ قرآن انہیں واجب القتل ٹھہراتا ہے۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ (التوبہ ۹۔۴ رکوع) قتل کرو انکو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ اللہ اور اسکے رسول کے حرام کئے ہوئے کو حرام کرتے ہیں اور نہ دین حق یعنی اسلام قبول کرتے ہیں۔ اب خدا کے محرمات میں خنزیر بھی ہے سکھ اور عیسائی صاحبان سور کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (سورۃ البقرۃ ۲۔۲۱ رکوع) کے خلاف کرتے ہیں اس لئے واجب القتل ہیں کس قدر خطرناک تعلیم ہے۔

آپ کہتے ہیں کسی کو مت مارو دوسروں سے سلوک کرو مگر قرآن کی تعلیم اسکی

خلاف ہے۔ مدافعانہ جنگ پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ ان آیات پر ہے جس میں اسلام نہ لانے پر قتل کے احکام ہیں۔

آفریدی تو ہندو مسلمان سب کو لوٹ لیتے ہیں۔ عرب کے بدو حاجیوں کو لوٹتے ہیں کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے۔

غیر مسلموں کی عورتیں الا ما ملکت ایمانکم کی رو سے بلا نکاح ہی جائز ہیں۔ پھر حلالہ جائز ہے یعنی جب تک طلاق دی ہوئی عورت کسی دوسرے کیساتھ ہم صحبت نہ ہو وہ اپنے پہلے خاوند پر جائز نہیں ہوتی[1]

آپ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو۔ مگر قرآن کہتا ہے اسجدوا لآدم آدم کو سجدہ کرو[2]

قرآن میں ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (البقرہ ۱۹۔ رکوع) چھوٹی سی مورتی کا طواف کرنا تو شرک اور اپنے اتنے بڑے بڑے پہاڑوں کا طواف کرنا ثواب کیا اچھی تعلیم ہے[3]

خدا کیوں ایک ہے۔ دلیل قرآن سے دو۔ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا (الانبیا ۲) کو مت پڑھے ورنہ کمزوری بتلاؤں گا[4]

خدا کیا ہے مٹی ہے حیوان ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (الحشر ۵۹۔ ۳ رکوع) یہ نہ پڑھئے گا یہ سب صفات باری تعالیٰ ہیں حقیقت نہیں ماہیت اور حقیقت خدا کی بتلایئے۔

یہ بھی بتلایئے قرآن مجمل ہے یا مفصل[5] اگر مجمل ہے تو محتاج تفسیر ہے اگر مفصل ہے تو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ قرآن سے دکھاؤ۔ پانچ وقت کی نماز دکھاؤ۔ حرامزدے کی نجات دکھاؤ[6]۔ کتا گدھا حرام ہے یا حلال قرآن سے دکھاؤ نہ نکلے تو مفصل نہیں پھر

حاشیہ [1] اسکی بحث اگلے دن کی روئداد میں ہے۔ [2] آریوں کو بارہا بتایا گیا ہے کہ اسجدوا لآدم سے مراد سجدۂ عبادت نہیں ہے بلکہ تعظیم بزرگانہ اور سلام نیاز ہے [3] مورتیوں کا طواف نہیں کرتے بلکہ سجدہ کرتے اور سر جھکاتے ہیں۔ طواف بین الصفا والمروہ کے یہ معنی ہیں کہ بطور عبرت اسکے بیچ میں جو بازار ہے اسمیں پھرنا اور خدا کو یاد کرنا چنانچہ وہاں تکبیریں اور ذکر الٰہی ہوتا ہے نہ کوئی صفا کو سجدہ کرتا ہے نہ مروہ کو [4] جواب کیلئے دیکھئے مضمون کا آخری حصہ [5] قرآن کہتا ہے۔ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ سورۂ ہود ۱۱۔ ۱ رکوع) [6] حرامزادہ اپنے نیک عملوں سے نجات پائیگا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ [illegible] کسی کے [illegible] نہیں ہے

ناقص ہوا۔ قرآن سے دکھلاؤ ختنہ کرنا کہاں لکھا ہے۔ قل بل ملۃ ابراہیم حنیفا کی تاویل کر کے نہ دکھلایئے ورنہ کمزوری ثابت کر دوں گا۔

یہ تو تھی آریہ مناظر کی پہلی تقریر۔ اس کے بعد دس دس منٹ کے مختلف اوقات میں جو اس نے نئے سوالات کئے وہ حسب ذیل تھے۔

وحی کے معنی صرف پیغام کے ہیں۔ انسان کا پیغام بھی اور شیطان کا پیغام بھی وحی کہلاتا ہے۔ اس سے کوئی خصوصیت خدا کی ثابت نہ ہوئی۔ قرآن میں اخلاق کی تعلیم نہیں ہے کیونکہ وہ سناتن دھرمی ہندوؤں اور دوسرے بت پرستوں کے معبودوں کو اُفٍّ لَّكُمْ کہتا ہے یعنی تف ہے تم کو۔[1] وہ کہتا ہے مورتی پوجک (مشرک) نجس ہیں إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ قرآن دوسروں کی ہتک کرتے ہوئے انہیں کافر کہتا ہے۔ قرآن خدا کو جبار یعنی جبر اور ظلم کرنے والا کہتا ہے۔ اور متکبر خدا کی صفت بتلاتا ہے۔ سور کھانے کی قرآن شریف سے مقدار بتلائی جائے۔

اسلامی مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب ابو الوفا امرتسری نے دس دس منٹ کے مختلف اوقات میں حسب ذیل جواب دیئے

صاحبان مناظرہ کے شرائط کی پابندی لازم ہے۔ مگر شرائط اسقدر ناقص ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ خیال کیجئے کہ معترض کو زائد وقت اور مجیب کو کم اس حال میں اگر کسی سوال کا جواب رہ جائے تو مجیب پر الزام نہیں بلکہ مجوزین شرائط پر ہوگا۔ لہذا میں وقت کی پابندی میں ضروری ضروری باتوں کا جواب دیتا ہوں۔

سوال ۱ کے متعلق خود آپکے گرو سوامی دیانند لکھتے ہیں وہی کافی ہے انکے الفاظ یہ ہیں۔ "یہ امر مسلمہ ہے کہ پانچ ہزار برسوں سے پیشتر وید مت کے علاوہ دوسرا کوئی مذہب نہ تھا کیونکہ وید کی سب باتیں علم کے مطابق ہیں۔ ویدوں کی اشاعت کے رکنے کا باعث مہابھارت کا جنگ ہوا۔

---

[1] مشرکوں کے معبودوں کو تف نہیں کہا بلکہ اُف کہا۔ اُف کا لفظ دوسری جگہ یوں آیا ہے کہ لا تقل لھما اف ماں باپ کو اف بھی مت کہا کرو۔ اف کے معنی ہیں ہوں! یعنی ناپسندیدگی پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ ہم مشرکوں کے مصنوعی معبودوں کو عبادت کیلئے پسند نہیں کرتے گالی اور بدزبانی کرنے سے صاف منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ مشرکوں کے معبودوں کو کبھی برا نہ کہنا۔

انکی اشاعت نہونے سے جہالت۔ تاریکی کے روئے زمین پر پھیلنے سے انسانوں کی عقل میں فتور پڑ گیا جسکے
دل میں جیسا آیا ویسا مذہب چلایا۔ ان سب مذاہب میں چار مذہب یعنی جو وید کے برخلاف پرانی
جینی۔ کرانی اور قرآنی سب مذاہب کی جڑ ہیں (ستیارتھ اردو طبع اوّل صفحہ ۳۶۵) سوامی جی قرآن سے پہلے
پرانی کرانی اور جینی مذاہب کو دنیا میں حاوی مان کر جہالت قرار دیتے ہیں۔ قرآن تو پیچھے آیا اور اسکے
متعلق گفتگو ہے یہی تو ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم ۳۰-۵ رکوع) کے معنی ہیں جو آپکے گرو کو بھی
تسلیم ہیں۔

عـ۲ نیک ہونا اور بات ہے اور روحانی قوت پاکر خدا کی طرف سے مامور ہونا اور بات ہے جیسے دیانند سے
پہلے وِدوان اور پنڈت تھے مگر جو کام اصلاح کا آپکے سوامی دیانند نے کیا وہ ان سے نہیں ہوسکا اسلئے خدا کی
مصلحت سے جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا اسکو آپنے مکمل کرکے دکھا دیا۔

عـ۳ مشرک اپنے معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔ مگر اس عبادت میں مقصود یہ بتلاتے تھے کہ یہ ہم کو خدا کے
نزدیک کردیں۔ قرآن مجید نے انکو اسی سے ہٹایا۔ اور وہ اسی پر ناراض تھے چنانچہ فرمایا۔ اِذَا قِيلَ لَهُمْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (والصّٰفّٰت ۳۷-۲ رکوع)

عـ۴ رب کے گو متعدد معنی ہوں۔ رب العٰلمین کے ایک ہی معنی ہیں اسلئے دوسرے مقام پر اپنا نام پیش
کرکے فرمایا۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (الزمر ۳۹-۲ رکوع)۔
اور تنزیل کی بجائے وحی کا لفظ بھی استعمال کیا۔ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ۔ وحی کے معنی پیغام کے ہیں
لیکن پیغام بھیجنے والوں کے مختلف مراتب کی وجہ سے وحی کے مراتب بھی مختلف ہوجاتے ہیں۔
انسان کی وحی انسان میں ہوگی۔ شیطانی وحی شیطان میں۔ الٰہی وحی اپنے انبیا میں۔
آپ تنزیل کے معنی وحی نہیں مانتے مگر سوامی دیانند نے ویدوں کی نسبت نزول
کا لفظ استعمال کیا ہے۔ خدا نے ویدوں کو نازل کیا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ ایڈیشن اردو
اوّل) آپ کے خیال کے مطابق کوٹھے پر سے نازل کیا ہوگا۔

عـ۵ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ کے معنی ہیں رسول کریم کا پیغام نہ کہ اس کا ذاتی
قول۔ چونکہ خدائے عالم الغیب کو معلوم تھا۔ کہ آریہ لوگ اسی آیت پر اعتراض کرینگے اسلئے
اس نے اسکے ساتھ ہی فرمایا تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تاکہ پنڈت جی کا سوال جڑ سے کٹ جائے

نمبر ۶۔ اگر قرآن ویدوں کی نقل اور کسی انسان جبرائیل کا کلام ہے تو پھر آپ کو قرآن پر اعتراض ہی کیا ہے۔

نمبر ۷۔ خدا کے نبیوں کو نبیوں کی حیثیت میں ماننا ضروری ہے اسی لئے آریوں کے گرد سوامی دیانند ویدوں کے منکروں کو دہریہ کہتے ہیں۔ ویدوں کا ماننا جب دھرم ہے تو ویدوں کے لانے والوں کا ماننا کیا دھرم میں داخل نہ ہوگا۔ اسلام میں ایک نبی محمد رسول اللہ کا ماننا اور ویدک دھرم میں چار رشیوں کا ماننا ضروری اور دھرم میں داخل ہے۔

نمبر ۸۔ کسی چیز کو ناموافق سمجھ کر بالکل چھوڑ دینا جائز تھا اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو بدبودار سمجھ کر چھوڑ دیا لیکن نبی کا فعل امت کیلئے نمونہ ہوتا ہے۔ اسلئے خطرہ ہوا کہ یہ رسم امت میں جاری نہ ہو جائے کہ سب لوگ شہد کو چھوڑ دیں لہذا آیت نازل ہوئی کہ آئندہ ایسا کام مت کرو آیتہ الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ مگر وہ جو حضرت یعقوبؑ نے اپنے نفس پر ناجائز ٹھہرالیا ان معنوں کی تائید کرتی ہو کہ یہود نے حضرت یعقوبؑ کے فعل کو سنت بنالیا غفور بعد صدور گناہ کے بخشش کیلئے آتا ہے۔ مگر بعض اوقات عزم لزوم گناہ پر بھی آتا ہے جیسے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ٥ (البقرہ ۔۲۔ ۲۱ رکوع) یعنی جو کوئی مجبوری کی حالت میں حرام کھالے اس پر کوئی گناہ نہیں اسکے آگے فرمایا ان اللہ غفور الرحیم عدم گناہ پر غفور الرحیم بتا رہا ہے کہ غفور کا تقاضا کبھی عدم لزوم گناہ بھی ہوتا ہے۔ انہی معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آیا ہے

نمبر ۹ و ۱۰۔ غافل اور ضال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آیا ہے اس کے معنی قرآن مجید نے خود بتا دیئے ہیں، فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ٥ (الشوریٰ ۔۔۔ ۲۵ ۔ ۵ رکوع) اے نبی تو نہیں جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے۔ اور ایمان کیا ہوتا ہے ہم نے تیرے دل میں نور پیدا کیا جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں کو ہدایت کرتے ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوت تفصیل کے ساتھ آسمانی کتابوں کا علم نہ رکھتے تھے۔

ع۱۱ - کافروں کے حبط اعمال ہوتے ہیں سچ ہے بالکل ٹھیک ہو۔ جیسے وید کا منکر آپ کے نزدیک دہریہ ہے۔ دیکھو ستیارتھ اردو ایڈیشن اوّل ص ۳۳۹

عـ ۱۲ - آپ نے جو آیت قتال کے متعلق پڑھی ہے اس کی تفسیر خود قرآن مجید نے فرمادی ہے۔ ارشاد ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ٥ (سورہ البقرہ ۲۔ ۲۴ رکوع) یعنی جو تم سے لڑتے ہیں۔ ان سے لڑو اور زیادتی مت کرو تحقیق اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ سوامی دیانند جو کہتے ہیں۔ وید کی توہین کرنے والے کو ملک سے نکال دیا جاوے سکھوں کے گرو جو وید کی بابت ارشاد فرماتے ہیں۔

وید کتیب افترا بھائی۔ دل کا بھرم نہ جائے

یعنی وید گپوں کی کتابیں ہیں اور فرماتے ہیں، وید پڑھت برہما مرے۔ چاروں وید کہانی، اس کے مطابق سکھوں کا عقیدہ بھی وید کے متعلق یہی ہے تو انکو درصورت آریہ راج ہونیکے ملک سے باہر نکالا جائیگا یا نہیں۔ (یہاں پر ستیارتھ پرکاش اردو ایڈیشن دوم سوامی دیانند کا حسب ذیل حوالہ پڑھکر سنایا گیا) "نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا لیکن علمیت کچھ نہیں تھی۔ ہاں زبان اس ملک کی جو کہ گاؤں کی ہے اسکو جانتے تھے۔ وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ ہاں ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی سنسکرتی بناکر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہوں گے یا جب کچھ خود پسندی تھی تو اپنی عزت و شہرت کے لئے کچھ مکر بھی کیا ہوگا۔ اسی لئے ان کے گرنتھ میں جابجا ویدوں کی مذمت اور تعریف بھی ہے کہیں کہیں وید کے بارے میں اچھا بھی کہا ہے۔ کیونکہ اگر کہیں اچھا نہ کہتے تو لوگ ان کو ناستک بناتے" ص ۴۱۲

۱ گورو نانک دیو کے اس فیصلہ کا اثر پبلک پر بہت ہوا۔ آریہ مناظر سیخ پا ہوکر بولا۔ کہ گورو نانک تو یہ کہتے ہیں۔ ع۔ کہ وید کتیب کہو مت جھوٹے یا اس کے لئے مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے اس کا بہت اچھا فیصلہ کیا تھا۔ گورو نانک نے

اور دیانند دونوں بابا ہیں۔ وہ خود آپس میں سمجھ لیں گے۔ اسکے جواب میں مولانا نے فی البدیہ فرمایا کہ اگر مہاراجہ کا فیصلہ تم لوگوں کو منظور تھا تو ستیارتھ پرکاش میں گورو نانک جی کے متعلق جو سوامی جی کی بدگوئی کی ہے۔ اسے ستیارتھ پرکاش سے نکال کر کیوں نہیں پھاڑ دیتے اور اسے ملک میں شائع کیوں کرتے رہتے ہو۔ اس کا آخر تک آریہ مناظر سے جواب نہ ہوسکا متلاشیان حق پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا۔ کیونکہ گورو نانک جی ہندوستان، پنجاب اور سندھ میں ایک بے رو رعایت عارف سمجھے گئے ہیں۔ اسلام نہ لانے پر جنگ نہ کرنے کے متعلق کوئی آیت نہیں۔ بلکہ صاف حکم ہے من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ آفریدی لوٹتے ہیں تو برا کرتے ہیں بدھ حاجیوں کو لوٹتے ہیں تو برا کرتے ہیں چلو ہم تم دونوں ان کو سمجھائیں۔
خدا کیوں ایک ہے تم بھی تو خدا کو ایک مانتے ہو تم ہی بتلاؤ کہ خدا کیوں ایک ہے۔ انکار کردو گے تو ہم بتلادیں گے۔ ورنہ ہمیں دس منٹ زائد وقت دو[1]۔
کلمہ طیبہ قرآن سے سنو۔ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ۔ یہ پہلا حصہ کلمہ کا ہے اور محمد الرسول اللہ یہ دوسرا حصہ بھی قرآن میں ہے دونوں کو ملا کر کلمہ پڑھئے۔
پانچ وقت کی نماز سن لو۔
من قبل صلوٰۃ الفجر۔ فجر کی نماز
اقم الصلوٰۃ طرفی النھار۔ دن کی دو طرفوں کی نماز صبح وشام
اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس۔ ظہر کی نماز
من بعد صلوٰۃ العشاء۔ عشاء کی نماز
حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ درمیانی یعنی عصر کی نماز
کہئے اب تو پڑھو گے
جب اعتراض کرنے کیلئے آریہ پارٹی نے بزور خلاف شرائط مناظرہ حدیث کو داخل کرلیا تو ہم بھی اثبات حکم کیلئے حدیث سے ختنہ کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

---

[1] آریہ پردھان نے کہا کہ آپ اپنے آخری وقت میں کہہ دیجئے گا

مناظرہ روزِ چہارم

مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء

سابقہ بحث حسب شرائط اس تاریخ کو بھی جاری رہی۔ آریہ مناظر باوجود صحیح جواب ملجانے کے صرف وقت ٹالنے کیلئے سابقہ اعتراضات کو دہراتا رہا اور مولانا صاحب بھی انہی جوابوں کو دہراتے رہے علاوہ ازیں مذکورہ ذیل سوالوں کا بھی جواب دیا۔

حلالہ پر اعتراض۔ حدیث ان زنی وان سرق پر اعتراض۔

آج کے دن آریہ مناظر نے حسب ذیل نئے اعتراض کئے۔

ع ۱: قرآن مجید خدا کی کلام نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں شیطانی دخل ہے۔ قرآن کہتا ہے ما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ

ع ۲: خدا کیوں ایک ہے۔

ع ۳: عورتوں کو مہر کیوں دیا جاتا ہے یہ عصمت فروشی ہے۔

ع ۴: اگر رسول تمام امت کیلئے نمونہ تھے تو امت کے لئے نو بی بیاں کیوں جائز نہیں۔

ع ۵: قرآن الہامی نہیں کیونکہ الہام وہ ہے جو شروع دنیا میں آوے۔

ع ۶: بلا نکاح متبنیٰ کی بی بی کو گھر میں رکھ لیا

ع ۷: قرآن مجید اخلاقی کتاب نہیں بلکہ اس میں دوسروں کی توہین ہے کسی کو گدھا کسی کو کتا کہا گیا ہے کمثل الحمار کمثل الکلب۔ اور جو زمانہ میں صاحب کل لوگ تھے جنہیں اسلامی اصطلاح میں منافق کہا جاتا ہے انہیں صمٌ بکمٌ کہا۔

ع ۸: قرآن نے واقعات بتلانے میں سخت غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ ذوالقرنین نے سورج کو کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا دیکھا۔

ع ۹: چچی سے نکاح کیوں جائز ہے؟

ع ۱۰: دادی، نانی، پوتی، نواسی کی حرمت قرآن سے دکھاؤ۔

ع۱۱۔ اسلام تبلیغی مذہب نہیں لتنذر ام القریٰ ومن حولہا تبلیغی مذہب وید ہے۔

ع۱۲۔ نبی نے اپنے آرام کیلئے خدا کے نام سے یہ حکم بنا کر بتلایا کہ لوگو نبی کے گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ۔

ع۱۳۔ ازواج مطہرات میں کیا خصوصیت ہے۔ ان کے ساتھ نکاح کیوں ناجائز ہے۔

مولانا نے مختلف اوقات میں حسب ذیل جواب دیئے

نمبر ا۔ اسلام فلسفیانہ اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے فلسفہ کا اصول ہے کہ جو دو چیزیں قدرتی طور پر اتصال رکھتی ہیں۔ وہ نہیں ٹوٹتیں جیسے باپ بیٹا بھائی بھائی ایک ان سے کہیں چلا جائے۔ کوئی دھرم یا مذہب اختیار کرے رشتہ وہی رہتا ہے یہ قدرتی ملاپ ہے۔ دوسرا ملاپ مصنوعی ہے۔ جیسے دوستی بیسیوں اور سینکڑوں لوگ آپس میں دوست ہوتے ہیں مگر آخر دوستی ایسی ٹوٹتی ہے کہ ایک دوسرے سے واقف بھی نہیں ہوتے نکاح بھی چونکہ اختیاری ملاپ ہے اس لئے مجبوری کی حالت میں قابل انفصال ہے۔ اسیواسطے ہندوؤں کی طرف سے بھی اسمبلی میں مسئلہ طلاق کی تحریک ہو رہی ہے۔ قرآن مجید اسی اصول پر میاں بیوی کی سوء مزاجی کی حالت میں طلاق دینے کی اجازت دیتا ہے۔ بایں ہمہ اسکے روکنے کے اسباب پیدا کرتا ہے یعنی ناموافقت کی حالت میں ایک دفعہ طلاق دے مہینہ تک اگر صلح نہ ہو۔ تو دوسری دے سکتا ہے دو ماہ میں بھی صلح نہ ہو تو سمجھا جاوے گا کہ اب صلح ناممکن ہے اس لئے تیسری طلاق کی اجازت دی گئی اس لئے مرد پر ایک قسم کی تنبیہ کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ اب اگر تم بیوی کو رکھنا چاہو تو نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرے اور اس سے باقاعدہ جدائی حاصل ہو۔ اگر پھر وہ عورت چاہے تو پہلے خاوند کیساتھ جدید نکاح کر سکتی ہے۔ یہ شرائط اسلئے لگائیں کہ لوگ طلاق دینے میں جلدی نہ کریں یہ سزا مرد کو ہے عورت کو آزادی ہے۔

نمبر ۲ ۔ حدیث ان زنی وان سرق کا جواب ۔ اس حدیث کے سمجھنے میں مخالفین اسلام ہمیشہ
جلدی کرتے ہیں ۔ اس سے زنا اور چوری کی اجازت نہیں ثابت ہوتی ۔ بلکہ اسکے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی
نے زنا یا چوری کی ہو تو وہ بھی اپنے اعمال صالحہ کی بدولت نجات پا سکتا ہے ۔ چوری اور زنا کا ایکٹ
الگ ہے جسمیں انکی سزا کا اندراج ہے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اعمال صالحہ کرنیوالا اپنے غلبہ نفسانی سے
کبھی زنا کا مرتکب ہو جاوے جسکی سزا بحکم شریعت وہ پاوے تو یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ نجات سے محروم ہو گیا
بلکہ اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے نجات پائیگا ۔

عـ۳ ۔ آیت وما ارسلنا من نبی ولا رسول الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کی معنی بھی
مخالفین اسلام نہیں سمجھ سکے تمنّیٰ ایک ایسا لفظ ہے کہ جو اردو میں بھی مستعمل ہے جسکے معنی آرزو کرنا ہیں
مطلب یہ ہے کہ جب کسی ریفارمر یا رسول نے اصلاح کو موثر بنانے کی خواہش کی تو شیطان نے ان کی
خواہشوں میں روڑا اٹکایا اور مخالفوں کو بڑھایا ۔ آخر انبیاء اور مرسلین کامیاب رہے اور مخالف ناکام رہے ۔

عـ۴ ۔ عورتوں کو مہر دینا انکی عزت افزائی کے طور پر ہے اسلئے ہر قوم دیتی ہے ہندوؤں میں بھی زیور
وغیرہ دینے کی رسم ہے عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی ہے سوامی دیانند تو عورت کی پوجا کرنیکا حکم دیتے
ہیں ۔ اور منوجی بھی معاوضہ کا حکم دیتے ہیں ۔

عـ۵ ۔ امت کیلئے نو بیویوں کی اجازت اسلئے نہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کو مخصوص حکم ہوا تھا کہ موجودہ
بیبیوں میں سے کسی کو نہ چھوڑو لا یحل لک النساء من بعد (الاحزاب ۲۲ ۔ ۶ رکوع)

عـ۶ ۔ ہم اس اصول کے قائل نہیں ہیں کہ الہام وہی ہے جو شروع دنیا میں آوے اور آریہ سماجیوں کو بھی اسکا قائل
نہ ہونا چاہئے ۔ یہ انکے حق میں بھی مضر ہے کیونکہ وید سے ثابت ہوتا ہے کہ وید اسوقت بنے ہیں جبکہ بہت سی
نسلیں گزر چکی تھیں انکو حکم ہوتا تھا کہ تم پہلے بزرگوں کی چال پر چلو جو گزر چکے ہیں معلوم ہوتا ہے جسوقت
یہ منتر بنا ہے اسوقت بہت سی نسلیں گزر چکی تھیں ۔ اسلئے آریوں کو یہ اصول چھوڑ دینا چاہیئے ۔

عـ۷ ۔ متبنّیٰ کی بیوی کو بلا نکاح رکھ لینا جو کہتا ہے بالکل جھوٹ اور افترا ہے سیرت ابن ہشام میں
صاف ذکر لکھا ہے کہ زینب کا نکاح اسکے بھائی نے کر دیا جس کا نام ابو احمد تھا ۔

عـ۸ ۔ گدھے اور کتے ان لوگوں کو کہا ہے جو علم پر عمل نہیں کرتے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم یہ تو
نصیحت کی بات ہے چنانچہ شیخ سعدی بھی ایسا ہی کہتے ہیں ۔

چوں عمل در تو نیست نادانی ؎

صُمٌّ بُکْمٌ ان لوگونکے حق میں ہے۔ جو فریقین میں فتنہ و فساد ڈالتے تھے کسی کی نصیحت کو نہ سنتے تھے۔ سچی بات نہ بولتے تھے۔ جیسے کسی کا لڑکا اپنے مرنیکے بعد جائداد ضائع کردے اور کسیکی نصیحت نہ سنے۔ تو اسکو کہا جاتا ہے کہ یہ بہرہ ہے گونگا ہے۔ سمجھتا نہیں چنانچہ انہی لفظوں میں قرآن نے کہا ہے۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ؁ الانفال ع ۳۰۸

ع ۹ ذوالقرنین کی بابت وَجَدَ کا لفظ ہے جسکے معنی سمجھنے کے ہیں یہ لفظ افعال قلوب میں سے ہے ذوالقرنین نے سورج کو سمندر کے کناری پانی میں ڈوبتا ہوا سمجھا دیکھا کہنا غلطی بلکہ بہتان ہے ؎

ع ۱۰ چچی کا نکاح اسلئے جائز ہے کہ وہ نسلی رشتہ میں نہیں ہے محض چچی ہونے سے رشتہ ثابت نہیں ہوتا۔ دادی نانی کی حرمت امہاتکم میں آتی ہیں۔ نواسی۔ پوتی بناتکم میں شامل ہیں۔

ع ۱۱ نبی اگر اپنے لئے حکم بنائے تو زبانی خود ہی حکم دے سکتے تھے۔ آج لوگونکو معلوم ہو کہ نبی قبر سے اٹھے ہیں۔ تو ایک مسلمان بھی ہندوستان میں نہ رہے سب بھاگ چلے جائیں۔ پھر اس زمانے کے لوگ کیوں نہ مانتے

ع ۱۲ ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں ماؤں کیساتھ نکاح ناجائز ہے۔

ع ۱۳ آپ بار بار پوچھتے ہیں کہ خدا ایک کیوں ہے اسکی دلیل قرآن سے بتلاؤ۔ گو یہ میرا فرض نہیں تھا کیونکہ یہ مسئلہ ہم میں اور آپ میں اختلافی نہیں ہے لیکن آپکی پردہان جی کے کہنے سے میں آخر میں اسکی ایک مختصر سی دلیل قرآن سے بتلاتا ہوں معبود کی شان یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ماتحت نہو نہ کسی سے دبے اسلئے قرآن شریف نے توحید کی دلیل میں یہ فرمایا قل لو کان معہ اٰلِھَۃٌ کما یقولون اذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا یعنی تو اے نبی کہدے کہ اگر خدا کیساتھ اور معبود ہوں تو مالک الملک خدا پر وہ حملہ کریں تاکہ اسکی ماتحتی سے نکل جائیں کیونکہ معبود کی شان یہ ہے کہ کسی کے ماتحت نہو پھر معبودوں کی لڑائی میں مخلوق تباہ ہوجائے کیونکہ کوئی اسکا رکھوالا نہو چنانچہ فرمایا لو کان فیھما اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا اگر دنیا میں متعدد معبود ہوتے تو زمین آسمان بگڑ گئے ہوتے ؎ یہ مختصر دلیل خدا کی وحدانیت کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مناظرہ روز چہارم مابین پنڈت دہرم بھکشو و باباخلیل داس صاحب چترویدی

بر مضمون کیا وید الہامی ہیں؟

تقریر پنڈت صاحب بحیثیت مدعی:- لفظ وید کا دھاتو یا مادہ وِد ہے کہ جس کے معنی جاننے یا علم حاصل کرنیکے ہیں وید کے معنی علم لفظ وید کے معنی یا یہ لفظی ترجمہ ہی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وید تمام ودیاؤں یا علوم کا بھنڈار (مخزن) ہے چنانچہ وید کی اس صفت کو پرماتما نے خود ہی بیان کیا ہے اتھرو وید کانڈ ۴ میں آتا ہے۔

یسمن وید انہتا وشو روپاتین اُدُ نینا اتی ترانی مرتیم " اتھرو وید کانڈ ۴ سوکت ۳۵ منتر ۶

(ترجمہ) جس میں کل قابل تعریف علوم موجود ہیں اس گیان (معرفت) کے ذریعہ میں موت سے پار ہو جاؤں[1]۔

۲" یا کلام الٰہی کے ہیں چنانچہ رگوید میں آتا ہے۔

ایلام اکرنون منتشیہ شاسینم "۲" وانی (کلام) کو بنایا لوگوں کو تعلیم دینے والی کو

ان منتروں سے یہ ظاہر ہے کہ وید کل علوم کا مجموعہ اور ایشوری گیان کا خزانہ ہے کہ جسمیں چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کا ذکر ہے کسی کا ذکر اس سے باہر نہیں رہا ہر ایک چیز کی ڈیفی نیشن (تعریف) اسمیں موجود ہے۔

رگوید کے پہلی ہی منتر میں آتا ہے

اگنم ایڈے پروہتم یجسیہ دیوم " الخ "۳" اگنی کی میں تعریف کرتا ہوں اسیطرح ہر ایک چیز کی تعریف اس میں موجود ہے

۳۔ اسی طرح کا گیان (علم) بھی اسمیں کامل اور مکمل ہے اور اس قدر اعلیٰ تعلیم اور کسی کتاب میں موجود نہیں وید میں آتا ہے " تت وشنو پرمم پدم سدا پشینتی سوریہ دِوِی او چکشو راتتم "۴" جیسے سورج کو آنکھ آسمان میں دیکھتی ہے اسی طرح پرماتما کو گیان (معرفت) کی آنکھ دیکھتی ہے۔

۴"۵" اس پرماتما کیمتعلق وید ایک اور جگہ کہتا ہے " وسو پوترم اسی دیور اسی پرتھوی اسی ماترشونو گھرمو اسی وشودھا اسی پرمین دھامنا درنہسو "

(ترجمہ) وہ پرماتما جو سب جگہ ہے اور سب کو جگہ دینے والا اور پاک کرنیوالا ہی محیط کل ہے ہر جگہ ہوا کی طرح پہنچنے والا ہے سب کا سہارا یعنی کل دنیا کی حفاظت کرنیوالا ہے۔ پھر ایسے اعلیٰ مقام پر ہے کہ جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا[2]

حاشیہ [1] وید کے لفظی معنوں کیلئے دیکھو صـ "۲" [2] اس منتر میں گھرمہ یعنی یگیہ کی دودھ گرم کرنیوالی ہانڈی کا ذکر ہے دیکھو شت پتھ برہمن " پنڈت جی کا ترجمہ طبع زاد ہے عبد الحق

۵ - پھر وید کے الہامی ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ وہ ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔ کوئی کمی بیشی ان کے اندر نہیں ہوئی - چنانچہ اس کا دعویٰ بھی وید خود ہی کرتا ہے۔

دیوسیہ کاویم پشیہ نا ممارنا جیرنتی

پرماتما کے کلام کو دیکھو کہ جو نہ مرتا اور نہ کمزور ہوتا ہے۔

پس اس بنا پر وید میں کسی قسم کی کمی بیشی اور تغیر و تبدل یعنی تحریف نہیں ہوئی اور نہ وہ دنیا سے کبھی مٹ سکتا ہے۔ وہ ایک رس ہے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا۔

۶ - ایک اور دلیل کو جو وید کو پرماتما کا گیان (علم) ثابت کرتی ہے یہ ہے۔ کہ جس طرح شروع دُنیا میں پرماتما نے سورج کو پیدا کیا اور چاند کو بنایا اسی طرح روحانی ہدایت کا سورج بھی اس نے شروع دُنیا میں ہی بنایا۔ جس طرح چاند اور سُورج بار بار نہیں بنتے اسی طرح اس کے علم کا سورج بھی روز روز نہیں بدلتا۔ وید شروع دنیا سے ہے۔ اور اور کتابیں بعد میں بنیں۔

۷ - وید الہامی کتاب ہے اسکو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے عالم اور بزرگ نے بھی تسلیم کیا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب پیغام صلح میں لکھتے ہیں کہ میں ان ویدوں کو خدا کا الہام مانتا ہوں اور ان کے متعلق جو جو کچھ غلطیاں ہوئی ہیں ان کو اس کے بھاشیہ کاروں کی غلطیاں سمجھتا ہوں یعنی اصل وید خدا کا کلام اور الہام ہے مگر ترجمہ کرنے والوں نے ترجمے غلط کئے ہیں۔ غلط ترجمے تو قرآن شریف کے بھی لوگوں نے کئے ہیں۔

۸ - وید چونکہ پرماتما کا گیان (علم) ہے اس لئے وہ پرماتما کے متعلق پورا پورا گیان (علم) دیتا ہے کہ وہ پرماتما کیا ہے اور اس کے ایک ہونیکے دلائل دیتا ہے کہ وہ کیوں ایک ہے۔ اور کوئی کتاب یہ نہیں بتلا سکتی اور کتابیں یہ تو بتاتی ہیں کہ وہ ایک ہے مگر وہ ایک کیوں ہے یہ نہیں بتاتیں۔ وید کہتا ہے۔

"یہ ایتیم دیوم ایکئ ورتم وید نا دوتیو نا ترتیو نا چترتھو اپی اُچیتے + نا پنچمو نا ششٹھو سپتمو نا اپی اچیتے نا اشٹمو نا نومو وشمو نا اپی اُچیتے
اتھرو ۱۳ | ۴ | ۱۶-۱۵-۱۴

جو اس پرماتما کو ایک اکیلا موجود جانتا ہے نہ دوسرا نہ تیسرا نہ چوتھا نہ پانچواں نہ چھٹا نہ ساتواں نہ آٹھواں نہ نواں نہ دسواں ہی پکارا جاتا ہے۔

"سہ ایشہ ایکہ ایک ورت ایکہ ایو" - وہ خود ایک اکیلا موجود ایک ہی ہے۔

اس منتر کے اندر پرماتما نے اپنے ایک ہونیکی ایسی زبردست دلیل دی ہے کہ کوئی اسکی تردید نہیں کر سکتا تمام دنیا کی گنتی میں دس تک ہی ہندسے ہیں وید نے دس تک گن کر کہدیا کہ پرماتما دو تین چار دس تک نہیں۔

اسمیں ایک اور بھی خوبی ہے۔ کہ کسی رقم کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو صفر پر تقسیم کیا جائے تو اس کا جواب صرف ایک ہی آئیگا[۸] یعنی کسی رقم کو صفر پر تقسیم کرو تو اس کا حاصل صرف ایک ہو گا۔ یہ دلیل ہے پرماتما کے ایک ہونے کی اور پھر ایک اور دلیل یہ ہے کہ منتر

۹۔ دوا سپرنا سیجا سکھا یا سمانم ورکشم پرشسو جاتے

تیورنیہ سوادواتین انشن انیا بھی چاکشیتی

تین چیزیں ازل سے یعنی ہمیشہ سے موجود ہیں روح مادہ اور خدا ان تین میں سے خدا صرف ایک ہی ہے۔ جب تک ایک کے مقابلہ میں کوئی اور وجود نہ ہو اس کو ایک کہنا ہی غلط ہے۔ کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہمیشہ ایک دوسرے کی نسبت سے کہلاتا ہے پس ازلی ہستیاں تین ہیں ان میں سے خدا ایک ہی ہے اس کے بالمقابل اگر اور کوئی چیز نہ ہو تو وہ ایک کہلا ہی کیسے سکتا ہے[۱]۔

۱۰۔ جیسے وید نے پرماتما کے ایک ہونے کے دلائل کو بیان کیا اسی طرح وہ اس کی ماہیت بھی بیان کرتا ہے چنانچہ یجر وید میں منتر آتا ہے۔

ساپری آگات شکرم اکایم ادرنم اسنادرم

شدھم اپاپ وِدھم کوِر منیشی پربھو سو یمبھو

یتھا تتھیتہ ارتھان ویدو عات شاشوتی بھیہ سمابھیہ

(یجر[۴۰]/[۸])

وہ پرماتما سرو شکتیمان (کل طاقتوں والا) ہے جسم اور نس ناڑی سے پاک ہے بے نقص گناہ اور پاپ سے مبرا ہے سب جگہ موجود ہے سب لوگوں کے دلوں کے خفیہ خیالات کو جاننے والا۔ پاپیوں اور گنہگاروں کو سزا دینے والا ہے اس کو کسی نے بنایا نہیں وہ خود بخود ہی ہے ہمیشہ سے ایسے جیسے اپنے علم سے کل دنیا کو بناتا ہے۔

اس منتر میں پرماتما کی صفات کو گویا دریا کو کوزہ میں بند کر کے بیان کر دیا ہے کسی چیز کی تعریف ہمیشہ صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ دونوں کے بیان کر دینے سے

حاشیہ نمبر[۱] گو یا آریہ سماج خدا کی توحید عدد کے لحاظ سے ایک مانتی ہے مگر پنڈت جی کی دانے بلا کہ وہ کیا کہ گئے ہیں وہ تو یا ابدی [illegible]

ہوتی ہے یعنی جو کچھ اس میں ہے اس کو بیان کیا جائے اور جو کچھ اس میں نہیں ہے اس کو بھی بتا دیا جائے۔ اس منتر میں دونوں طرح کی صفات موجود ہیں اُس کا نقص اور عیب سے مبرا ہونا بھی اور اعلےٰ صفات کا موصوف ہونا بھی بیان کیا گیا ہے یہی اس کی ماہیت ہے[1]۔

۱۱۔ پھر فرمایا۔

اتی انتشٹھت دشن انگلم ''

وہ پرماتما دس حواس سے یعنی حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی ان دس سے بھی پرے ہے[2]۔

۱۲۔ پھر اُس کی یہ تعریف بتلائی گئی ہے کہ وہ سچدانند ہے[4] وہ ست یعنی ہست ہے اور چت یعنی مدرک بالذات ہے اور آنند یعنی سرور مطلق ہے۔ یہ تعلیم تو پرماتما اور خدا کے متعلق ویدنے دی ہے اور پھر ویدوں کی ہدایت کے متعلق بتایا۔

"ویتھے مام واچم کلیا نیم آودانی جنے بھیہ"

(یجر ۲۶/۲)

تمام دنیا کے لوگوں کو صلح اور آشتی کا یہ پیغام پہنچا دو کہ جو دنیا کے اندر امن اور سلامتی کے پھیلانے والی تعلیم ہے[5]۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ حکم دیا۔

کرنونتو وشومم آریم ''

سب کو آریہ اور نیک لوگ بناؤ سب کو ویدک دھرم کے جھنڈے کے نیچے لاؤ۔

حاشیہ نمبر[1] اول تو یہ حوالہ ایش اپنشد کا ہے جو وید نہیں اس کے لئے دیکھو صفحہ ۴۳ دوسرے اس تعریف میں کئی سقم ہیں تیسرے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ یہ خدا کی تعریف ہے خدا کا تو اس میں نام تک نہیں۔ عبدالحق

نمبر[2] جب وہ حواس خمسہ باطنی سے پرے ہے تو اس کی ہستی کا ثبوت کیا ہے

نمبر[4] یہ نام وید میں نہیں اس کو پیش کیوں کیا؟ عبدالحق

نمبر[5] اس منتر میں وید کا ذکر نہیں خیرات کا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش اسی منتر پر۔ عبدالحق

کہ جو دنیا میں امن پھیلانے والا دھرم ہے[1]۔

۱۳۔ دنیا میں اور بھی مذاہب اور نیک لوگ بھی ہوئے ہیں کہ جو اسی وید کی تائید اور تصدیق کرنے کے لئے آئے چنانچہ وید کہتا ہے۔

"جنم بھرتی بہودھا دواچیم ناناد ھرم مانم پرتھاؤکسم"

(اتھروید)

مختلف زبانوں میں کئی طرح کے دھرم اور مذاہب ہیں مگر وہ سب وید کی تصدیق کرنے والے ہوئے ہیں کہ جو شروع دنیا کی کتاب ہے[2]۔

۱۴۔ قرآن محض ایک گواہ ہے کہ جو پہلی کتاب کی تصدیق کرتا ہے اور یہی اس کی غرض ہے[3]

۱۵۔ ویدوں کے اندر سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تمام بداخلاقی کا علاج بطور حفظ ماتقدم کے بتاتا ہے اور کتابیں بیماری کے بعد علاج بتاتی ہیں مگر وید میں یہ خوبی ہے کہ وہ کل بداخلاقیوں کا علاج پہلے سے ہی بیان کرتا ہے گویا خرابیاں پیدا ہونے سے پیشتر اصول صحت کے قواعد بتا دئے گئے[4]۔

۱۶۔ نسل انسانی مرد اور عورت دو حصوں پر تقسیم ہے وید نے عورت کے متعلق جو تعلیم دی ہے وہ کسی کتاب میں نہیں وہ عورت کو اسقدر بلند مقام دیتا ہے کہ اس سے اونچا کوئی درجہ ہو نہیں سکتا وہ کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ ماں جیسی محبت کرو[5] یعنی عورت صرف اولاد پیدا کرنے کے لئے تو عورت ہے مگر باقی اور سب معاملات میں وہ ماں کے برابر ہے اس سے اونچے درجہ کی تعلیم اور کوئی ہو نہیں سکتی۔

---

[1] شبہ نمبر ۱۔ اس منتر میں آریہ مذہب کا نام نہیں بلکہ اندر دیوتا کے لئے اچھے کام کرنے کا حکم ہے۔ عبدالحق

[2] ؍؍ ؍؍ ۲۔ اس کے لئے دیکھو صفحہ ۸۶

[3] ؍؍ ؍؍ ۳۔ ایک ایسا گواہ ہے کہ جو سب اہل مذاہب کی خیانت اور غلط تعلیم کو بتاتا ہے۔ عبدالحق

[4] ؍؍ ؍؍ ۴۔ اس کے جواب کے لئے دیکھو آخری دن کی بحث کا صفحہ ۹۵ تا ۱۰۴

[5] ؍؍ ؍؍ ۵۔ پنڈت جی کے اس ارشاد پر لوگوں نے بہت کچھ کہا کہ جس کا لکھنا یہاں مناسب نہیں اگر بیوی خاص ایک وقت کے لئے بیوی ہوتی ہے اور باقی اوقات میں ماں تو اس تعلیم میں کوئی خوبی نہیں ماں کا درجہ اور بیوی کا درجہ آپ نے مساوی کر دیا تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ دن کو بیوی آپ کے ہاں ماں ہوتی ہے اور رات کو ماں بیوی بن جاتی ہے۔ یہ تو پنڈت جی کی کم فہمی ہے۔ البتہ شاستر کی بنا پر بیوی ایک بیٹا پیدا کرنے کے بعد شوہر کی ماں ضرور ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو منتر اسکات اطلات سمھوسی الخ۔ اور آنکھا وتی جانتے ہیں کہ دیہہ برہمن ارتھ کنت کا اور مہابھارت۔ پیوند نطفہ خاوند ہی اپنی بیوی کے ہاں جنم لیتا ہے۔ یہ آپ کے ہاں کا مستند مسئلہ ہے اور اسی بنا پر دوسری مرتبہ بیوی کے پاس جانا برہمنوں میں منع لکھا ہے۔ عبدالحق

بابا خلیل داس صاحب

نے اپنی آدھ گھنٹہ کی ابتدائی تقریر کے اندر مندرجہ ذیل اعتراضات پیش کئے۔

۱۔ رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو وید کے مجموعہ کا نام کس وید منتر کے اندر "وید" کہا گیا ہے؟

۲۔ کس وید منتر کے اندر چار کتابوں کے مجموعہ کا نام الہامی بتلایا گیا ہے؟

۳۔ الہام کی تعریف وید منتر سے بتلاؤ۔

۴۔ ویدوں کے اندر ملہمان وید کا ذکر کہاں ہے؟

۵ ویدوں کا الہام کس طرح سے ہوا؟

۶ ملہمان وید کے اخلاق۔ اُن کا وطن۔ اُن کا خاندان۔ انکا نسب۔ اُنکی زندگی اُنکے شاگردوں کی تعداد اور اُنکی زبان کیا تھی؟

۷۔ ویدوں کا الہام کتنے زمانہ میں ہوا؟

۸۔ وید منتروں سے وجود باری تعالیٰ کا ثبوت دو۔

دیکھئے

ویدوں میں تحریف ہو چکی ہے اسلئے یہ کتاب اصل کتاب نہیں رہی ثبوت کیلئے

رگ وید کے اندر تحریف | عام گنتی کی رو سے رگوید کے منتروں کی تعداد ۱۰۰۰۰ ہے

گائتری وغیرہ چھند ملا کر ۱۰۴۰۲ اُنکی تعداد یہ شنکر اچاریہ جی کی رائے ہے۔

سائن آچاریہ (Sayana Charje) فرماتے ہیں کہ منتروں کی تعداد ۱۰۰۰۰ سے کچھ زیادہ ہے۔

سوامی دیانند جی مہاراج فرماتے ہیں کہ منتروں کی تعداد ۱۰۵۸۹ ہے۔

پراُپکارنی سبھا ویدک پریس اجمیر کی چھپی ہوئی رگ وید سنگھتا میں ۱۰۰۰۰ منتر ہیں

پنڈت لیکھرام اپنی تاریخ دنیا حصہ دوم میں باعتبار عام تقسیم وید منتروں کی تعداد

۱۰۵۱۸ بتلاتے ہیں اور باعتبار چھند ۱۰۵۲۲ بتلاتے ہیں۔

پنڈت شیو شنکر ویدک اتہاس ارتھ نرنے کے دیباچہ میں رگ وید کے منتروں کی تعداد ۱۰۴۰۲ بتلاتے ہیں۔

پنڈت جگن ناتھ سرونو کرمنی میں ۱۰۴۵۲ بتلاتے ہیں۔

چرن ویوہ کے ٹیکاکار مہیداس نے ۲۷۴۰۱ بتلایا ہے۔

ستیہ برت سماشرمی نے ۲۲۳۰۱ ثابت کیا ہے۔

پروفیسر بال کرشن۔ ایم۔ اے۔ ہندی تاریخ جلد اول میں رگ وید منتروں کی تعداد ۸۱۵۰۱ بتلائی ہے۔

اتھرووید کی تحریف | ویدک پریس اجمیر کے مطبوعہ اتھرووید میں منتروں کی تعداد ۵۹۳۷ ہے۔

سیوک لال کے شائع کردہ اتھرووید میں منتروں کی تعداد ۵۹۳۷ ہے

پنڈت ساتولیکر صرف ۰۰۷ منتر بتلاتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام تاریخ دنیا جلد دوم میں اتھرووید منتروں کی تعداد۔ بتلاتے ہیں

یجروید کی تحریف | یگیہ کلپتر میں منتروں کی تعداد ۱۹۷۵ ہے

پنڈت ساتولیکر کی رو سے صرف ۱۷۰۰ منتر ہیں

پنڈت شیو شنکر کا دیہ تیرتھ ویدک اتہاس کے دیباچہ میں منتروں کی تعداد ۱۹۷۴ ہے۔

ویدک منی جی یجروید منتروں کی تعداد صرف ۱۰۰۰ بتلاتے ہیں۔

سام وید کے اندر تحریف | پنڈت تلسی رام سام وید بھاشیہ میں سام وید منتروں کی تعداد ۱۸۰۸ ہے۔

ویدک پریس اجمیر کے مطبوعہ سام وید سنگھتا میں منتروں کی تعداد ۱۸۲۴ بتلائی گئی ہے۔

نوکر منی میں منتروں کی تعداد ۱۸۹۲ بتلائی گئی ہے۔

جیوا نند نے جو سام وید مع سائن بہاشیہ کے شائع کیا اس کے اندر منتروں کی تعداد ۱۸۰۸ ہے۔

پنڈت شیوشنکر کے ویدک اتہاس ارتھ نرنے کے دیباچہ میں منتروں کی تعداد ۱۸۴۹ ہے تری ویدی پران شنکر اور دیا شنکر کی رائے میں ۱۸۷۰ منتر ہیں۔

پنڈت سانو لیکر جی منتروں کی تعداد صرف ۷۰ بتلاتے ہیں۔

سائن آچاریہ منتروں کی تعداد صرف ۷۵ بتلاتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام تاریخ دنیا جلد دوم میں منتروں کی تعداد ۱۰۶۴ بتلاتے ہیں۔

یجر وید مطبوعہ بمبی کے ۲۵ ادھیائے میں صرف ۴۷ منتر ہیں۔

مگر یجر وید مطبوعہ اجمیر کے ۲۵ ادھیائے میں پورے ۴۸ منتر ہیں۔

اسیطرح ویدوں کی پیدائش کا بھی ثبوت نہیں ملتا کہ وید آئے کہاں سے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے مثال کے طور پر مندرجہ ذیل حوالجات دیکھئے

بھاگوت پوران (انش ۳۔ ادھیائے ۱۲۔ کانڈ ۳۔ شلوک ۳۷) کے اندر کہا ہے کہ ویدوں کی پیدائش برہما کے چار منہ سے ہوئی۔

ہری ونش پوران (۵۱۶ شلوک) گائیتری سے پیدا ہوئے۔

وشنو پوران (انش ۳۔ ادھیائے ۳ شلوک ۱۹) وید وشنو سے پیدا ہوئے۔

مہابھارت (شانتی پرب شلوک ۹۳) وید سرسوتی سے پیدا ہوئے۔

چہاندوگیہ اپنیشد (پرپاٹھک ۴ کھنڈ ۷ اکنڈیکا ۱ سے ۳ تک) کے اندر کہتا ہے کہ وید آگ ہوا اور سورج سے پیدا ہوئے۔

شت پتھ برہمن (کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۷۔ برہمن ۵ کنڈیکا ۱۰) وید مہادیو کے سانس لینے سے پیدا ہوئے۔

منوسمرتی (ادھیائے ۱۔ شلوک ۲۳) پرماتما کے تین وید آگ ہوا اور سورج سے دوہ کر نکالے گئے۔

اتھروید (کانڈ ۱۰۔ انوواک ۴۔ سوکت ۷ منتر ۲۰) وید کھمبا یا ستون سے پیدا ہوئے۔

اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۵۴ منتر۔ وید گیہ یعنی قربانی کی جھوٹ سے پیدا ہوئے۔ اتھروید کانڈ ۱۳ سوکت ۴ منتر ۳۸۔ وید زمانہ سے پیدا ہوئے۔

۱۶۔ یہ کہنا کہ وید شروع دنیا کی کتاب ہے ویدوں کی اپنی اندورنی شہادت کے بھی خلاف ہے چنانچہ یجروید میں لکھا ہے۔

اِتی شُشرُم دھیرانام ندنت وچکیشر (یجروید ۴۰ م ۱۳)

اس کو عقلمندوں سے سنتے تھے کہ جو وہ ہمارے لئے کہتے تھے

اگر یہ خدا کا کلام ہے تو خدا سے پہلے کون تھے کہ جن سے وہ باتیں سنتا تھا۔

۱۷۔ اسی طرح رگ وید منڈل ۱ سوکت ۶۲ منتر ۱۳ میں وید منتروں کا بنانے والا خود ہی بتلاتا ہے کہ

سناینے گوتم اندر نویم تکشد برہم ہری یوجناے،،

اے طاقتور اندر گوتم کے بیٹے نودھانے تیرے لئے نیا منتر گھڑا ہے اے گھوڑوں کے جوڑنیوالے۔

ایک اور منتر میں ہے۔

ابواتے ہری یوجنا سُکتی اِندر برہمانی گوتماسوا کرنگ

پس اے گھوڑوں کے جوڑنیوالے گوتم تیرے خوش کرنے کیلئے اپنے قصاید لائے ہیں

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶ منتر ۶)

پھر ایک اور منتر میں مصنف یہ دعوے کرتا ہے۔

تم نویسی ہر دآجا دمانم اسمت سکرت مدھو جہوم اشیاہ،،

ہماری دل سے نکلی ہوئی نہایت ہی نئی دعا اس کو پہنچے کہ جس کی زبان پیدا ہوتے ہی شہد کی طرح نہایت شیریں ہے۔

ان منتروں کی موجودگی میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وید الہامی ہیں جب کہ اُنکے بنانے والے خود بنانے کے مدعی ہیں۔

پنڈت صاحب

وید تمام علوم کا بھنڈار ہے جیسا کہ اتھر وید کے اس منتر سے ثابت ہے

یسمن دیدانہتا دشو روٗ باہ

جس وید میں تمام قسم کے علوم موجود ہیں۔ "دیداہ" کا لفظ اس میں موجود ہے۔ پس ان کا نام خود پرماتما نے بتایا اور رکھا ہے۔

۲۔ آپ کا یہ اعتراض کہ وید ایک عام لفظ ہے کہ جس کے معنی علم کے ہیں پس اس لئے ہر ایک علم کی کتاب کا نام وید ہو سکتا ہے یہ سچ ہے مگر ہے صرف اس پرماتما کے گیان (علم) کا نام جیسے قرآن کے معنی پڑھی جانیوالی کتاب مگر ہر پڑھی جانیوالی کتاب کا نام قرآن نہیں ہے[1]۔ اسی طرح اس کا نام فرقان ہے کہ جس کے معنی فرق کرنیوالی کتاب کے ہیں۔ مگر ہر کتاب فرقان نہیں اسی طرح وید پرماتما کے آدی (پہلے) گیان (علم) کا نام ہے نہ ہر ایک کتاب کا علم کی کتابیں اور بھی ہیں۔ مگر جس میں کل علوم موجود ہوں وہ وید کہلاتا ہے[2]۔

۳۔ آپ نے وید میں تحریف ثابت کرنے کے لئے منتروں کی تعداد میں فرق دکھلایا ہے۔ اس طرح کا فرق تو قرآن شریف میں بھی ہے۔ بعض کے نزدیک سورتوں کی تعداد کم ہے بعض کے نزدیک زیادہ آیات اور الفاظ کی شمار میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے شیعوں کے نزدیک قرآن شریف کے چالیس پارے ہیں[3] سنیوں کے نزدیک صرف تیس۔

۴۔ آپ کا یہ اعتراض کہ ویدوں میں خدا کا ذکر نہیں دیوتاؤں کا ہے۔ غلط ہے۔ دیوتا سب اس کے نام ہیں۔ جیسا کہ وید خود کہتا ہے۔

اگنم مترم ماترشونم آہوہ ..... ایکم ست دپرو بہو داودنتی" اگنی متر ماترشون وغیرہ سب اسی ایک پرماتما کے نام ہیں۔

بابا صاحب۔ میرا مطالبہ یہ تھا کہ آپ چاروں ویدوں میں کہیں ان موجودہ کتابوں کے ساتھ لفظ وید دکھادیں۔ یعنی موجودہ ان کتابوں میں رگوید یجروید اور اتھروید کی اصطلاح کہیں نہیں ہے۔ جب ان کتابوں نے خود اپنا نام وید نہیں بتایا۔ تو آپ لوگ انکو وید کیوں کہتے ہیں۔

---

[1] قرآن مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی نہایت کثرت کے ساتھ پڑھی جانیوالی کتاب کے ہیں۔ قرآن کے برابر تو کیا ہونا ہے اس کا لاکھواں حصہ بھی کوئی اور کتاب پڑھی جانیوالی نہیں

[2] اس کے لئے دیکھو آخری دن کی بحث کا مضمون۔ (عبدالحق)

[3] شیعہ خود کہتے ہیں کہ یہ ہم پر بہتان ہے۔ دیکھو علی حائری مجتہد لاہوری کا رسالہ موعظہ (عبدالحق)

۲۔ دوسرا سوال یہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ لفظ الہام یا اس کا مترادف کوئی لفظ دکھا دیں۔ آپ نے جو لفظ ایلام پیش کیا ہے[1]۔ وہ تو منو کی لڑکی کا نام ہے۔ جیسا کہ شتپتھ برہمن میں لکھا ہے۔ "سا منور دُہتا"۔ وہ منو کی لڑکی ہے۔

منو رہی ایتام اگرِ جنیت تسما د آہ مانوی (ایلام) "

منو نے ہی اسے پیدا کیا اس سے اس ایلام کا نام مانوی ہوا۔

۳۔ اگنی ہرگز خدا کا نام نہیں۔ بلکہ اگنی اگرنی سے ہے کہ جس کے معنی آگے لے جانے کے ہیں اور یہ دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا ہے نہ کہ خدا۔

پنڈت صاحب۔ لفظ اگنی چونکہ ویاکرن (گرامر) کے لحاظ سے پرماتما کا نام بنتا ہے۔ اس لئے وہ پرماتما کا ہی نام ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ اگنی اگرنی سے ہے۔ تو سب کا پیشوا اور پیشرو اگنی ہے۔ آگے لے جانا مجازی صورت میں ہے۔ یعنی ترقی دیتا ہے

۲۔ ایلام کے متعلق آپ نے کہا کہ وہ منو کی بیٹی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں۔ منو نام پرماتما کا ہے۔ اور اس کی لڑکی اس کی بانی یعنی کلام ہے۔ کہ جو اس سے پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ اگنی وغیرہ نام دیوتاؤں کے بھی ہیں مختلف صفات کے لحاظ سے ایک ہی خدا کے بھی نام ہیں۔ جیسے کوئی کہتا ہے۔ واہ ری میری تلوار اور جس طرح قرآن شریف میں ذالک اور ھُوَ سے مراد کوئی اور کتاب نہیں بلکہ اسی کو غائب کے صیغہ میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح سب دیوتاؤں کے نام مجازی ہیں حقیقت میں خدا کے نام ہیں[2]۔

باباصاحب۔ ویدوں میں جو نام دیوتاؤں کے آتے ہیں وہ خدا کے نام نہیں دیوتاؤں کے ہی ہیں۔ کیونکہ ان دیوتاؤں کو تین مقامات پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک دیوتا پرتھوی ستھانی ہیں۔ یعنی ان کا مقام زمین ہے۔ اور دوسرے مدھیہ ستھانی یعنی جو کے رہنے والے اور تیسرے دیو ستھانی یعنی آسمان کے رہنے والے۔ ان میں سے اگنی پرتھوی ستھانی یا زمین کے مقام والا ہے یہ خدا کا نام کیسے ہوا؟

[1] رگوید سام اور اتھرو کے ساتھ یہ لفظ بھی ویدوں میں کہیں نہیں۔ اور نہ لفظ ایلام کا ان پر اطلاق ہوا ہے

[2] اس جواب کا مطلب ناظرین پنڈت سمجھنا چاہئے۔ عبدالحق

۲ - اور دیکھئے اسی طرح وید میں ایک منتر آتا ہے۔ کہ جس میں پرماتما کا حلیہ دیا گیا ہے۔
چتواری شرنگا تریو اسیہ پادا دوشیرشے سپت ہستا سو اسیہ تردھا بدھو ورکھبو روروتی
مہو دیوو مرتیام آدویش۔ (رگوید ۴ ۵۸ ۳)

چار اس کے سینگ ہیں تین اس کے پاؤں ہیں دو سر اور سات اس کے ہاتھ ہیں تین طرف سے بندھا ہوا۔ وہ سخی مہادیو پرماتما لوگوں میں آداخل ہوا۔ یہ ہے پرماتما کا حلیہ جو وید نے بیان کیا ہے۔

پنڈت صاحب:۔ دیوتاؤں کو تین مقامات پر تقسیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ تین مقام اس پرماتما کے تین مظہرات ہیں۔ کہ جن میں پرماتما خاص خاص طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہرگز نہیں ہیں۔

۲ - چار سینگ پرماتما کے چار وید ہیں۔ کیونکہ جس طرح سینگ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ وید اس سے پیدا ہوئے ہیں۔ تین پاؤں تین قسم کے علوم ہیں۔ کہ جو ان چاروں ویدوں میں پائے جاتے ہیں۔ سات ہاتھ سات اس کے گایتری وغیرہ چھندیا اوزان ہیں۔ اور لوگوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ وید رشیوں کے اندر آداخل ہوئے ہیں۔ اس منتر کا اتنا ہی مطلب ہے۔ اور کچھ نہیں۔

مناظرہ روز ششم

مابین مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت و پنڈت دہرم بھکشو
بر مضمون وید الہامی ہیں یا نہیں

تقریر مولوی صاحب

ام لکم سلطان مبین فأتوا بکتابکم ان کنتم صادقین قرآن کریم نے اس آیت میں مناظرہ کے لئے ایک فیصلہ کا اصول پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس دلیل ہے تو اس کو اپنی کتاب سے پیش کرو۔ میں پنڈت صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے مضمون میں وید اور قرآن سے باہر نہیں جائیں گے۔ پنڈت صاحب نے کل ویدوں کے الہامی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ وید ہر قسم کی تحریف سے پاک ہیں۔ میں سب سے پہلے اسی دلیل کو لیتا ہوں اس پر میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ وید ہیں کتنے؟ اس کا ہی فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ سناتن دہرمی علماء کے نزدیک ویدوں کی تعداد ۱۱۳۱ ہے۔ چنانچہ مہامنی پاتنجلی صاف لکھتا ہے۔

ایکشتم ادھوریو شاکھا سہسر ورتما سام وید ہ
ایک وشتنی دھاوا رچیم نودھا انھر دنو وید ہ

ایک سو ایک یجروید کے حصص ہیں۔ ہزار طرح کا سام وید ہے۔ اکیس طرح کا رگوید اور نو طرح کا اتھروید ہے۔ ان تمام حصص وید کا مجموعہ ۱۱۳۱ ہوتا ہے کہ جن کو مہامنی پاتنجلی۔ شرط گورو شش اور کل سناتن دہرمی پنڈت وید مانتے ہیں۔ مگر آریہ سماج ان میں سے صرف چار ہی وید مانتی ہے۔ اور باقی ۱۱۲۷ کو ان ویدوں کی شرحیں قرار دیتی ہے۔ مگر میں دعوی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ۱۱۲۷ شاکھا یا شرحوں کا ذکر کسی کتاب میں نہیں۔ اگر وید ہیں تو ۱۱۳۱ اگر شرحیں ہیں تو ۱۱۳۱ کیوں کہ جن چار کتابوں کو آریہ سماج وید بتاتی ہے وہ بھی تو شاکھا ہی کہلاتی

ہیں۔ چنانچہ اسی رگوید کا نام شاکل شاکھا ہے۔ اتھروید شونک شاکھا کہلاتی ہے۔ سام وید کو تھمی شاکھا ہے یجروید ما دھینی شاکھا ہے۔ اگر شاکھا شرح کو کہتے ہیں۔ تو یہ چار وید بھی شرحیں ہیں۔ اصلی ویدوں کا پتہ چلاؤ۔ کہ وہ کہاں ہیں کہ جن کی یہ شرحیں ہیں۔ لیجئے یہ چار وید بھی ہاتھ سے جاتے ہیں۔ مانتے ہیں تو ۱۱۳۱ مانو ورنہ چار کو بھی چھوڑو۔

۲۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں انہیں ویدوں کے مختلف نسخے مستند مانے جاتے ہیں۔ اور یہ بات صدیوں سے نہیں بلکہ ہزاروں برس سے چلی آرہی ہے کہ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ وید فی الحقیقت ۱۱۳۱ ہی تھے۔ اور یہ مختلف شاکھا وید ہی ہیں ورنہ جو وید دکن میں اتھروید کہلاتا ہے وہ آریوں کے نزدیک یہاں کے وید کی شرح ہے۔ اور دکن والوں کے نزدیک آریوں کا اتھرو ان کے وید کی شرح ہوگی۔ اب اصل کس کو کہیں اور شرح کس کو؟ وہاں اتھرو کی پیپلاد شاکھا کا رواج ہے۔ اور یہاں پنجاب اور یوپی وغیرہ میں شونک شاکھا کا۔ اسی طرح وہاں کا یجروید کرشن یجروید کہلاتا ہے۔ اور یہاں کا شکل یجروید۔ دونوں میں سے اصل کون ہے اور شرح کونسی

۳۔ اب لیجئے ان چار کا حال جو یہاں آریوں اور سناتنیوں کے ہاتھ میں عام ہیں ان دونوں میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔ سناتن دھرمی پنڈتوں کے چھپوائے ہوئے یجروید میں اور آریوں کے اجمیر میں چھاپے ہوئے یجروید میں بیسیوں منتروں کی کمی بیشی ہے۔ علماء نے تحریف کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک کمی کر دینا اور دوسرے زیادتی کر دینا۔ دونوں قسم کی تحریف کے نمونے ان میں موجود ہیں۔ مثلاً یجروید ادھیاء ۳ کے منتر ۵۸ کا آخری ایک لمبا حصہ آریوں نے نکال دیا ہے۔ نہ تو سوامی دیانند جی کے بھاشیہ میں ہے نہ اجمیر کے چھپے اصل وید میں۔ مگر سناتن دھرمیوں کے بمبئی مراد آباد

کے چھپے ہوئے مختلف ویدوں میں سب جگہ موجود ہے۔ اگر مطبع کی غلطی کہو تو سب نسخوں میں ایک ہی جگہ غلطی کیسے ہو سکتی ہے۔ پس یقیناً آریوں نے منتر کو نکال دیا ہے۔ اسی طرح گرنتھ کے چھپے ہوئے یجروید بھاشیہ میں ادھیاء ۱۲ کا منتر ۷۹ اور کسی یجروید کے نسخے میں نہیں ملتا۔ نیز آریوں کے یجروید میں ادھیاء ۲۵ کا منتر ۴۸ موجود ہے۔ بھاشیہ میں بھی اور اصل میں بھی۔ مگر کسی سناتن دھرمی یجروید میں یہ منتر موجود نہیں۔ یہ آریوں کی زیادتی کی مثال ہے۔

تقریر پنڈت دھرم بھکشو صاحب

۱۔ مرزا صاحب کہ جس کو آپ نبی، مجدد اور مسیح موعود مانتے ہیں وہ ویدوں کو الہامی مانتے ہیں۔ اور اپنے رسالہ پیغامِ صلح میں لکھتے ہیں "اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس اور بزرگ سمجھتے ہیں"۔ پھر اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں "باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں"۔

وید کی سچائی پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں "پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو کسی مفتری کا کلام ہے"۔

اور اگر آپ ان کی بات کو نہیں مانتے تو وہ اپنی دوسری کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو نہیں مانتا۔ اور جو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا وہ خدا کو نہیں مانتا۔ اس لیے وید آپ کو الہامی ماننے چاہئیں۔ قرآن شریف میں یہ کہاں لکھا ہے کہ دلیل اپنی کتاب سے پیش کرو۔ جو آیت آپ نے پڑھی ہے اس میں تو ذکر نہیں۔

آپ نے سناتن دہرمیوں کا اور ہمارا جو اختلاف ہے اس کا خواہ مخواہ ذکر کیا۔ مسلمانوں میں سینکڑوں فرقے ہیں۔ ایک دوسرے کے عقائد آپس میں نہیں ملتے۔ آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے۔

۲۔ ۱۱۳۱ ویدوں کے متعلق جو حوالہ آپ نے پیش کیا مہا منی پاتنجلی کے حوالہ کو آپ نے پورا نہیں پڑھا۔ اسی میں آپ کے اعتراض کا جواب موجود ہے۔ اس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں۔ چتوارو ویدا سانگا الخ کہ چاروں ویدا اپنے انگوں کے ساتھ یعنی وید چار ہی ہیں۔ ۱۱۲۷ اس کے انگ یا حصے ہیں۔ یعنی ۱۱۳۱ میں سے چار وید اصل ہیں۔ اور باقی ۱۱۲۷ شاکھا ہیں۔

۳۔ ویدوں کی مختلف شاکھاؤں میں کوئی فرق نہیں۔ اتھروید کی دونوں شاکھا ایک تلاوت کرنے والوں کا نسخہ ہے اور دوسرا یگیہ (عبادت) کرنے والوں کا۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح کرشن اور شکل یجروید کی شاکھا ہیں۔ ایک یگیہ کرنے والوں کی اور ایک پاٹھکوں (تلاوت کرنے والوں) کی۔ ان میں فرق کچھ بھی نہیں۔

۴۔ باقی رہا مختلف مطابع کے چھپے ہوئے ویدوں میں اختلاف۔ یا سناتن دہرم والوں اور آریوں کے چھاپے ہوئے ویدوں میں اختلاف۔ یہ تو پریس کی غلطی سے ہو ہی جاتا ہے۔ کبھی الفاظ چھوٹ جاتے ہیں کبھی تلفظ رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ بیضاوی کی تفسیر میں اختلاف عبارت اور اختلاف قرأت سینکڑوں جگہ موجود ہے۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف

کی ایک آیت کی بابت اختلاف قرأت کو پیش کیا ہے کہ جس میں
ما مِن نبیّ ہے اور حضرت ابنِ عباس کی قرأت ما مِن نبیٍّ و لا
مُحدّثٍ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابنِ عباس کے
پاس جو قرآن ہوگا اس میں ضرور ولا محدث کے بھی الفاظ ہونگے۔
مگر اب کسی قرآن شریف میں یہ جملہ موجود نہیں ورنہ مرزا صاحب جھوٹ
کیسے لکھ سکتے تھے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے آیت جَعل من ھم
الخنازیر کو اپنی کتاب میں جعلنا من ھم الخنازیر لکھا ہے۔ جس
سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے پاس جو قرآن شریف تھا اس میں
ضرور جعلنا من ھم ہی ہوگا۔ اسی طرح مولانا محمد علی صاحب نے جو
قرآن شریف ولایت میں چھپوایا ہے اس میں آیت وما یعلم تاویلہ
الا اللہ کی بجائے آگے چل کر والراسخون فی العلم پر وقف جا ڈالا
ہے۔ یہ بہت بڑی تحریف ہے۔ کہ جس سے آیت کے معنی ہی بگڑ جاتے
ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے کہ شیعہ اس قرآن کو ناقص مانتے
ہیں اور اس موجودہ قرآن کو صحیفہ عثمانی یقین کرتے ہیں۔

آپ نے تحریف کی دو قسمیں بتلائی ہیں۔ حالانکہ زیادہ کرنے کو
تحریف نہیں کہتے۔ الحاق کہتے ہیں۔ کمی کرنا تحریف ہے۔ مگر زیادتی
کرنا الحاق ہے

تقریر مولوی صاحب

سلطان مبین کے معنی دلیل کے ہیں۔ اور فاتوبکتابکم میں اپنی کتاب میں سے لانے کا مطالبہ ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا کوئی حوالہ ہمارے لئے حجت شرعی نہیں۔ بجز قرآن شریف اور حدیث صحیح کے ہم کسی کے قول کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ ان کی کتابوں کو بطور حجت .... پیش کرنا فضول ہے۔ حقیقۃ الوحی کی عبارت کا مطلب آپ نے نہیں سمجھا۔ اور نہ اس وقت اس پر بحث کی ضرورت ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سکتے ہیں کہ ان کی یہ رائے تھی۔ نہ قرآن کی آیت اور نہ حدیث صحیح۔ آج کی بحث قرآن اور وید پر ہے۔ نہ مرزا صاحب کی کتابوں پر

مسلمانوں کے سینکڑوں نہیں ہزاروں فرقے ہوں۔ مگر قرآن شریف سب کا ایک ہے۔ اور ایک ہی رہے گا۔ مگر سناتن دھرم اور آریہ سماج کے وید ایک نہیں۔ ان میں بلحاظ تعداد ہی سینکڑوں کا فرق ہے۔ ان کے ۱۱۳۱ آپ کے صرف ۴۔

۲۔ سوامی پاتنجلی کا حوالہ آپ کی تائید نہیں کرتا بلکہ تردید کرتا ہے۔ کیونکہ چار وید ہی ۱۱۳۱ حصص پر مشتمل ہیں۔ بلحاظ تقسیم مضامین وہ چار ہیں مگر تعداد ان کی ۱۱۳۱ ہی ہے۔ ان میں سے ۱۱۲۷ شاکھا (شرح) ہیں اور صرف چار اصل۔ یہ دکھائیے کہاں لکھا ہے۔ اگر وید ہیں تو ۱۱۳۱ اور اگر شرح ہیں تو ۱۱۳۱۔

۳۔ وید کی مختلف شاکھاؤں (حصّوں) میں کون کہتا ہے کہ فرق نہیں۔ اتھرو وید کی پیپلاد شاکھا میں شروع کے ہی ۲۵ منتر ندارد ہیں۔ اور جگہ جگہ پاٹھ بھید[۱] ہے۔ اسی طرح یجروید کی مختلف شاکھاؤں کا حال ہے۔ منتروں

[۱] اختلاف عبارت۔

کی تعداد اور آخری منتر نہیں ملتے۔ کہیں ترتیب میں گڑبڑ ہے۔ کہیں کمی ہے کہیں زیادتی۔

۴۔ مختلف مطابع کے چھپے ویدوں میں پریس کی غلطیاں قابل بحث نہیں بلکہ منتروں کی کمی بیشی پر بحث ہے۔ آریوں کے چھاپے ہوئے یجروید اصل بھاشن اور بھاشا بھاشن تینوں میں ۲۷ ویں ادھیا کا ۴۸ واں منتر موجود ہے مگر بمبئی، مرادآباد وغیرہ کے چھپے ہوئے کل یجرویدوں میں ندارد ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ سب کے سب ایک ہی جگہ بھول جائیں۔ پریس کی غلطیاں ایسی نہیں ہوتیں۔

قرآن شریف کے متعلق آپ نے دو باتیں پیش کی ہیں۔ ایک اختلاف قرأت اور دوسرے بعض کتابوں میں آیات کا غلط چھپ جانا۔ اختلاف قرأت قرآن شریف میں نہیں احادیث میں ہے۔ اور ان سے مراد تفسیری جملے ہیں۔ جن صحابہ سے یہ روایات مروی ہیں اگر ان کا مطلب یہ ہوتا کہ جو قرآن شریف ان کے پاس موجود ہے اس میں اس معروف قرآن کریم سے مختلف عبارت ہے تو ایسا کوئی نہ کوئی قرآن اب بھی موجود ہوتا یا کسی کے گھر سے پرانا نکل آتا۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوا۔ پس قرآن میں اختلاف قرأت نہیں۔ ہاں احادیث میں بطور تفسیر موجود ہے۔ مرزا صاحب کی یا کسی اور کی کتاب میں کسی آیت کا غلط چھپ جانا قرآن میں اختلاف نہیں ثابت کر سکتا۔ صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ کاتب اور پریس والوں سے غلطی ہوگئی۔

مولانا محمد علی صاحب کے شائع کردہ قرآن میں آیت و ما یعلم تاویله الخ میں جہاں وقف کا نشان ہے وہ ترجمہ اور تفسیر کے لحاظ سے ہے اور وقف وغیرہ علامات جزو الہام نہیں۔

لفظ تحریف میں کمی اور بیشی دونوں آجاتے ہیں۔ تحریف کے معنی صرف کمی کرنا نہیں ہیں۔

۵ - بانی ویدوں کی طرح آریوں کے مطبوعہ سام وید میں بھی گڑبڑ ہے اجمیر کے چھپے سام وید اور بنارس کے چھپے سام وید میں ایک دو منتروں کا نہیں بلکہ ۵۵ منتر ارنیک ادھیا کے اور ۱۰ منتر مہانامنی سوکت کے آریوں کے سام وید میں موجود ہیں۔ مگر بنارس کے چھپے دونوں نسخوں میں ندارد ہیں۔ اور مزیدار بات یہ ہے کہ بنارس کے چھپے ہوئے سام وید بھی سوامی درشنانند کے چھپوائے ہوئے ہیں۔ کہ جو مشہور آریہ مناظر اور سنیاسی تھے۔ اس امر کا کیا جواب ہے کہ جو وید نہیں اس کو وید میں کیوں شامل کیا گیا۔ اور یہ تحریف ہے اور خطرناک تحریف ہے۔

پنڈت صاحب کا جواب

۱ - اگر آپ مرزا صاحب کی تحریرات کو نہیں مانتے تو لکھ دیجئے کہ میں مرزا صاحب کی کتابوں کو نہیں[۱] مانتا۔

۲ - اگر ہمارے ہاں بعض جگہ وید میں پاٹھ بھید (اختلاف عبارت) ہے تو آپ کے ہاں دیکھئے کیا حال ہے کہ سارا قرآن ہی الٹ پلٹ اور بے ترتیب ہے۔ سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت اقرأ باسم ربک الذی خلق ہے۔ مگر موجودہ قرآن میں پہلی سورت اور ہے۔ اور اس کو کہیں آخر میں رکھ دیا گیا ہے۔ کیا یہ قرآن شریف میں تحریف کا ثبوت نہیں۔

۳ - پھر آیت رجم کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے کہ جو آپ کی سب سے پیاری بیوی تھیں ایک حدیث ہے کہ اس کو بکری چر گئی۔ یہ کوئی معمولی حدیث نہیں۔

---

[۱] حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو ہمارا عقیدہ تھا وہ لکھ کر دے دیا گیا جو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی کوئی تحریر جو قرآن شریف اور حدیث صحیح اور عقل سلیم کے خلاف ہو اس کو ہم حجت شرعی نہیں مانتے۔ (دستخط عبدالحق)

۴۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ شیعہ اس قرآن موجودہ کو ناقص مانتے ہیں۔ اور اس کو صحیفہ عثمانی خیال کرتے ہیں۔

۵۔ ساتن دہرمیوں کے یجروید کا جو حوالہ آپ نے دیا اس میں مصنف تفسیر فہی دہر نے صاف لکھا ہے کہ ادھیاء ۲۵ کا منتر ۴۸ دوسری جگہ شرح کر دیا گیا ہے۔ یہ آپ کا محض دہوکا ہے۔ کہ آپ اس کو تحریف کہتے ہیں۔

۶۔ آپ نے جو اس روز یہ کہا تھا کہ ہمارے ہاں لکنی ہیں عورتیں ملینگی یا عورتوں کے جھنڈ ملیں گے یہ تو سفید جھوٹ ہے آپ ثابت کیجئے کہ کہاں لکھا ہے۔ کہ عورتوں کے جھنڈ ملیں گے۔ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا۔

۷۔ آپ لوگوں میں یہ ہے کہ ذرا کوئی قرآن شریف میں اُلٹ پھیر کرتا ہے آپ شور مچا دیتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی نے اورنگ زیب بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف شائع کیا۔ مسلمانوں نے دہائی مچائی۔ ہم میں ایسا نہیں ہے۔

۸۔ اب رہا آپ کا سام وید پر اعتراض کہ اس میں اتنے منتر نہیں۔ اور آریوں کے چھاپے ہوئے میں موجود ہیں۔ اگر کسی نے وید کا ایک حصہ چھاپ کر اس کا نام بھی وید رکھ دیا تو کیا حرج ہوا۔ وہ بھی اس کا حصہ ہونے سے وید ہی ہے۔ جیسا کہ سوامی درشنانند جی نے چھاپا ہے۔ تفسیر جلالین میں سورۂ فاتحہ پہلے نہیں بلکہ تمام قرآن شریف کے نسخوں کے خلاف آخر پر ہے۔ اس طرح قرآن میں آتا ہے ولقد اتینٰک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم اس میں سورۂ فاتحہ کو قرآن سے الگ بیان کیا ہے۔

۹۔ آریوں کے ہاں اجمیر میں دو دو ہزار برس کے پرانے نسخے موجود ہیں۔ اس لئے ہم نے ویدوں میں کچھ گھٹایا بڑھایا نہیں۔ آپ وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

تقریر مولوی صاحب

قرآن کریم کی ترتیب نزولی کے متعلق جو آپ کا اعتراض ہے وہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا۔ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہر سال جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے۔ پس دونو ترتیب الہامی اور توقیفی کہلاتی ہیں۔ البتہ آپ کے ہاں وید دو طرح کے ضرور ہیں۔ ایک دیوت سنگھتا اور دوسری آرش سنگھتا۔ دیوت سنگھتا وہ کہ جس میں منتر دیوتاؤں کی ترتیب کے لحاظ سے ہیں اور آرش سنگھتا وہ کہ جس میں منتر رشیوں کی ترتیب کے لحاظ سے ہیں۔

۲۔ آیت رجم قرآن کریم کی کوئی آیت نہ تھی۔ وہ بائیبل کی آیت ہے کہ جس کو کسی نے غلطی سے قرآن شریف کی آیت سمجھ لیا ہوگا۔ اگر لکھی ہوئی آیت کو بکری چر گئی تو حافظوں کے حافظہ سے کونسی بکری چر گئی۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ اس وقت حفاظ صدہا کی تعداد میں موجود تھے۔ البتہ آپ کے یجروید کو ضرور تیتر چگ گئے تھے۔

۳۔ شیعوں کے مجتہد خود کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہرگز تحریف نہیں ہوئی۔ علی حائری صاحب مجتہد لاہوری نے رسالہ شائع کر دیا ہے۔ یہی عقیدہ ان کے محقق علماء سے بھی ثابت ہے۔ شیعوں کا اعتقاد شیعوں سے پوچھنا چاہیے۔

۴۔ مہی دھر مفسر یجروید نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ ۲۵ ویں ادھیائے کے ۴۸ ویں منتر کی شرح پہلے کر دی گئی ہے۔ بلکہ ۴۷ ویں منتر کے متعلق لکھا ہے منتر ۴۸ تو کہیں ہے ہی نہیں۔

۵۔ نکمی ہیں عورتیں ملنے کے متعلق میں نے نہیں کہا۔ اور نہ نکمی کا کوئی

علاتم اہم

کوئی ذکر وید میں ہے۔ ہاں سورگ لوک (بہشت) میں ضرور استریوں کے جھنڈ کے جھنڈ ملنے لکھے ہوئے ہیں۔ حوالجات اسی رن کی بحث میں دے چکا ہوں۔

۶۔ خواجہ حسن نظامی نے جو حضرت اورنگ زیب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شائع کیا ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ آپ اس قرآن سے اس کا اختلاف ثابت کیجئے۔

۷۔ سوامی درشنانند جی نے ہرگز سام وید کا کوئی حصہ شائع نہیں کیا بلکہ اپنے خیال میں اصل سام وید شائع کیا ہے۔ اور جن منتروں کے متعلق پہلے علماء کا خیال تھا کہ وہ اس کا حصہ نہیں ہے اس کو حذف کر دیا ہے آریوں نے خواہ مخواہ غیر وید کو وید میں ملا لیا ہے۔ سورہ فاتحہ کو ہم لوگ قرآن نہیں کہتے۔ ولقد اتینٰک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم میں واو عاطفہ کا عطف خاص کا عام پر ہے۔ یعنی اس کے خاص حصے کو خصوصیت سے علیحدہ ذکر کیا ہے۔ نہ کہ اس کو قرآن سے علیحدہ قرار دیا ہے۔

۸۔ اگر آریوں کے ہاں اجمیر میں دو دو ہزار برس کے پرانے نسخے ہیں تو سناتن دہرمیوں نے بھی وید آج نہیں بنائے۔ بہرحال اختلاف وید کے مختلف نسخوں میں ثابت ہے۔

۹۔ اور یہ اختلاف اس قدر شدید ہے کہ الہامی اور غیر الہامی میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں رہا۔ مثلاً اپنشدوں کو آپ الہامی نہیں مانتے اور نہ ان کو وید کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مگر ایش اپنشد کو یجر وید کے ساتھ لگا کر وید بنا دیا گیا۔ اگر ایش اپنشد وید کا حصہ ہے تو وہ اپنشدوں کے مجموعہ میں اپنشد اور غیر الہامی کیوں کہلاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی کلام الہامی بھی ہو اور غیر الہامی بھی۔ یہ اعتراضات آریہ سماج کی جان کھا جائیں گے۔ مگر ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔

تقریر پنڈت صاحب

۱ - یہ غلط ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب آنحضرت صلعم کے وقت سے ہے۔ کیونکہ ترتیب نزول میں آیت اقرأ باسم ربک الذی خلق پہلی آیت سمجھی جاتی ہے۔ کہ جواب موجودہ قرآن میں کہیں آخر پر ہے۔ ہمارے ہاں جو دو طرح کے وید کے نسخے ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ ایک میں مضامین کے اعتبار سے ترتیب ہے اور دوسرے میں رشیوں کے لحاظ سے۔ میں کہتا ہوں اس میں فرق کیا پڑا۔

۲ - رجم کی آیت کو بکری چر گئی - اس کا ثبوت تو حدیث میں موجود ہے۔ مگر وید کو تنیتر چگ گئے اس کا حوالہ دیجئے۔ کہاں لکھا ہُوا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ہمارے ہاں کسی کتاب میں نہیں لکھا ہُوا - اور یہ بات ہے بھی نامعقول۔ وید کو تنیتر کیسے چُگ گئے۔

۳ - اپنشد بھی الہامی ہیں۔ مگر یہ الہام تصدیقی ہیں اور الہام تصدیقی کا ذکر اتھرو وید کے اس منتر میں ہے۔

جنم ببھرتی بہودھا وواچسم نانادھرمانم پیتھا اوکسم یعنی مختلف ممالک میں کئی ایک دھرم ہیں۔ یہی الہام تصدیقی ہے ہم آپ لوگوں کی طرح ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے قائل نہیں۔ کہ اب رسول ہی کوئی نہیں آنا۔ ہمارے ہاں تصدیقی الہام کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ وید الہام تشریعی ہے اور اپنشد الہام تصدیقی یہ دونوں میں فرق ہے۔

نوٹ:- مولوی صاحب نے بیٹھے ہی بیٹھے دریافت کیا کہ تصدیقی الہام کو آپ کی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں پنڈت جی نے کہا کہ ہمارے ہاں تصدیقی الہام کو شاستر کہتے ہیں۔ اور شاستر کے معنی تصدیقی

الہام کے ہیں۔ اپنشد بھی تصدیقی الہام یعنی وحی مَتلُوّ ہیں[٥]۔

٥۔ آپ نے مجھے سوم رس پی کر آنے کا طعنہ دیا ہے۔ سوم نام گیان (معرفت) کا ہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ ہم نے علم کا رس پیا ہے۔ البتہ آپ معلوم نہیں کیا رس پی کر آگئے ہیں۔

تقریر مولوی صاحب

میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ مسلمان حافظوں کے سینہ میں موجود تھا۔ رات دن پڑھا جاتا تھا۔ رمضان میں ختم ہوتا تھا۔ روزانہ لوگ اپنے گھروں میں پڑھتے تھے۔ اس قسم کا ایک بھی ثبوت نہیں کہ پہلی ترتیب نزول پر کبھی قرآن شریف پڑھا گیا ہو۔ یا لکھا گیا ہو۔ آپ کے ہاں تو منتر سنگھتا یعنی وید دونوں طرح کے موجود ہیں۔ کہ جن کی ترتیب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یعنی دیوتاؤں کی ترتیب پر وید اور رشیوں کے لحاظ سے وید۔

۲۔ آپ اِدھر اُدھر کی روایات پیش کرتے ہیں۔ اور میں وید کے مختلف نسخے ہاتھ میں لے کر دکھاتا ہوں کہ یہ سب ایک ایک وید کے کئی کئی نسخے آپس میں کس قدر اختلاف رکھتے ہیں۔ بس اب فیصلہ کی بات یہ ہے کہ یا تو آپ بھی کوئی دو مختلف نسخے قرآن شریف کے اختلاف رکھنے والے پیش کیجئے۔ یا مان لیجئے کہ وید میں تحریف ہے۔ اور قرآن شریف میں نہیں

---

[٥] یہ ہے پنڈت جی کی عربی دانی۔ مولوی صاحب نے دو تین مرتبہ لوگوں پر ان کی قابلیت جتلانے کیلئے پوچھا۔ کہ آپ نے کیا کہا۔ پنڈت جی نے بار بار وحی مَتلُوّ وحی مَتلُوّ وحی مَتلُوّ کا تانتا باندھ دیا۔ یہ ہے وہ شخص کہ جس نے آریوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کیلئے عربی قرآن لکھا ہے جسکو اتنا بھی معلوم نہیں وحی متلوّ کا صحیح تلفظ کیا ہے۔ اور اس کے معنے کیا ہیں۔ کیونکہ وحی متلوّ تصدیقی الہام کا نام نہیں۔

اور اپنے معیار کی بنا پر قرآن شریف کو الہامی مان لیجئے۔ اور وید کو غیر الہامی۔

۳۔ اگر اپنشد اور شاستر الہام تصدیقی کا نام ہے اور وید کہتا ہے کہ الہام تصدیقی مختلف ممالک میں ہوئے ہیں۔ تو لیجئے ویدوں کا فیصلہ ہوگیا کہ یہ مختلف ممالک میں تصدیقی الہام ہو چکنے کے بعد بنائے گئے۔ یا یہ منتر بعد میں ملایا گیا۔ دونوں باتوں میں سے جو آسان ہو اس کو مان لو یا وید کو بعد کی کتاب کہو۔ اور غیر الہامی یا محرّف اور مبدل کتاب تسلیم کرو۔ اور وہ بھی اپنے مسلمہ کی بنا پر غیر الہامی۔ پھر اس کا بھی جواب دیجئے کہ ایش اپنشد جو الہام تصدیقی ہے وہ وید کے ساتھ کیوں لگایا گیا۔

۴۔ سوم رس اگر گیان (علم) کا نام ہے تو سُنئے سوامی دیانند جی اپنے رگوید بھاشیہ میں کیا لکھتے ہیں۔ وہ کونڈی ڈنڈے اور سل بٹے پر رگڑا جاتا ہے اس میں پانی دودھ شہد ملایا جاتا ہے۔ سوم دریا کے کنارے ہوتا ہے پتے نوکیلے اور روئیں دار ہوتے ہیں۔ پینے سے سُرور آتا ہے۔ رگوید بھاشیہ منڈل اسوکت ۱۳۵ منتر ۲ وغیرہ۔ میرے دوست یہ گیان نہیں بھنگ ہے کہ جس کے پینے کی تاکید وید میں جابجا پائی جاتی ہے۔ اور سام وید کا شانِ نزول تو شاید یہی سوم یعنی بھنگ ہے۔

۵۔ یجر وید کو تیتر چگ گئے۔ یہ ممکن ہے یا ناممکن یہ کانیاین رشی نے لکھا ہے۔ اور معتبر سے معتبر پرانی تفاسیر میں یہ قصہ موجود ہے اور اس قصّہ کی تصدیق سوامی ورشنانند جی نے اپنے چھوٹے سے ٹریکٹ "کیا شتیتھ وغیرہ برہمن ملاوٹ سے خالی ہیں" میں کی ہے۔

تقریر پنڈت صاحب

۱۔ ہمارے ہاں دونوں طرح کے وید کے نسخوں میں سوائے ترتیب کے اور کچھ فرق نہیں پڑا۔ وید ایک ہی ہے۔ ایک میں ترتیب رشیوں کے لحاظ سے ہے اور دوسری میں دیوتا کے لحاظ سے۔ منتر دونوں میں ایک ہی ہیں۔

۲۔ شیعوں کے اور سنیوں کے قرآن میں بہت فرق ہے کئی ایک آیات اس میں نہیں ہیں۔ شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ سنیوں نے ان کو قرآن شریف میں سے نکال دیا ہے۔

۳۔ ویدوں کے علاوہ اور جتنی کتابیں شاستر اور اپنشد ہیں وہ سب الہام تصدیقی ہیں۔ وید الہام تشریعی ہے۔ تشریعی الہام اور نہیں آسکتا۔ مگر تصدیقی ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ جو اپنشد وید کا حصہ ہے۔ اس میں اور دوسرے میں یہ فرق ہے۔ کہ آخری منتر اپنشد میں نہیں ہے کہ جس میں اوم پرماتما کے دستخط ہیں۔ باقی سب کچھ وہی ہے۔

۴۔ سوم گیان کا نام بھی ہے اور اُوشدی (بوٹی) کا نام بھی ہے کہ جو جسم کو موٹا کرتی ہے۔ اور طاقت دیتی ہے کوئی بھی بوٹی ہو۔ آپ منتر پڑھ کر اعتراض کریں۔ بغیر منتر پڑھے کے میں کسی اعتراض کا جواب نہ دوں گا۔

۵۔ پہلے تو آپ نے کہا کہ وید کو تینتر چگ گئے۔ حوالہ پوچھا گیا تو کہتے ہیں سوامی درشنانند جی نے "کیا شتپتھ وغیرہ برہمن ملاوٹ سے خالی ہیں!" ٹریکٹ لکھا ہے۔ سوال کوئی کیا جاتا ہے۔ جواب کچھ دیا جاتا ہے۔

میرے سوال کے ساتھ اس جواب کا تعلق کیا۔ کہ سوامی درشنانند جی نے ٹریکٹ لکھا ہے۔ آپ یہ بتلائیے کہ یہ قصہ کہاں لکھا ہے۔ اس کی سند کیا ہے۔

⁂

تقریر مولوی صاحب

۱۔قرآن کریم کی ترتیب نزولی پر آپ کا اعتراض تھا۔میں نے اس کا جواب دے دیا۔البتہ وید کے نسخوں میں ترتیب کے لحاظ سے اختلاف آپ نے تسلیم کرلیا۔

۲۔شیعہ اور اہل سُنت کے قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔آپ لائیے دونوں قرآن۔اور دکھائیے جیسا کہ میں ویدوں کے مختلف نسخے پیش کر رہا ہوں ہمت ہے تو آپ بھی لائیے

۳۔الہام تشریعی اور تصدیقی وغیرہ یہ سب اصطلاحات ہم سے سیکھی ہیں۔ ورنہ کوئی ان کا نام اپنے ہاں کا بھی بتلایا جانا شاستر کے معنی الہام تصدیقی کسی لغت میں نہیں لکھے۔ایش اپنشد اور یجروید کے چالیسویں ادھیا میں سوائے آخری منتر کے کوئی فرق نہیں۔اور ایش اپنشد غیر الہامی کتاب ہے۔ پس یجروید کا چالیسواں ادھیا غیر الہامی ہُوا۔اب رہا یہ امر کہ آخر پر دستخط ہونے سے کوئی کتاب الہامی بنتی ہے۔تو رگوید۔سام وید اور اتھروید پر دستخط دکھائیے۔ ورنہ ان کو اپنے پیش کردہ معیار کی بنا پر غیر الہامی تسلیم کیجئے۔

۴۔سوم نام اگر موٹا کرنے والی بوٹی کا ہے تو پہلے کیوں انکار کیا تھا۔ اور علامات بیان کردہ وید سے ثابت ہے کہ وہ بھنگ ہے۔منتر پڑھنے کو میں تیار رہوں۔مگر میں نے سوامی جی کا رگوید بھاشیہ حوالہ کے لئے پیش کیا ہے۔آپ اپنے ترمیم کردہ شرائط کی بنا پر مجھ سے منتر پڑھنے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

۵۔یجروید کو نیتر جگ جانے کا حوالہ میں نے کاتیاین رشی کا دیا اور اس کی تصدیق کے لئے سوامی درشنانند جی کا ٹریکٹ پیش کیا کہ وہ اس حوالے کو مستند بتلاتے ہیں۔

تقریر پنڈت دھرم بھکشو

۱۔ یجروید کا جو منتر ادھیا ر ۲۵ کا ۴۸ واں آپ نے پیش کیا ہے مہی دھر نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی ویاکھیا[1] پہلے کردی گئی ہے اس لئے اجمیر کے چھپے ہوئے یجروید میں وہ موجود ہے۔ مگر مہی دھر والے یجروید میں وہ نہیں ہے۔

۲۔ سوم مشترک المعنی ہے۔ سوم کے معنے گیان (معرفت) بھی ہیں۔ اور اس اوشدھی (بوٹی) کے بھی ہیں۔ کہ جو جسم کو موٹا تازہ بناتی ہے۔

۳۔ قرآن شریف میں آیت الرجم ندارد ہے۔ کہ جو پہلے اس میں موجود تھی۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے

۴۔ آریہ سماج کے ڈر کی وجہ سے آپ نے اپنے عقاید چھوڑ دئے ہیں۔ یہاں تک کہ آریوں کے ڈر کے مارے حوریں بھی بھاگ گئیں۔ یہ غلط ہے کہ وید میں کہیں استریوں کے جھنڈ ملتے لکھے ہوئے ہیں۔ وہاں تو یہ ذکر آتا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں جن کے دل پاک اور صاف ہیں استریوں کے جھنڈ بھی اُن کے اردگرد ہوں تو بھی برے خیالات ان کے دل میں نہیں آتے۔

۵۔ ہمارے ہاں کہیں نہیں لکھا کہ عورتوں کو ایسے مرد ملیں گے کہ جن کے خصیے گھوڑے کے برابر ہوں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے بلکہ سفید جھوٹ ہے۔ آپ حوالہ دیجئے وید میں کہاں لکھا ہے۔

---

[1] شرح

مناظرہ کا دوسرا حصّہ ویدوں کی تعلیم

تقریر مولوی صاحب

۱ - مہیدھر نے منتر ۱۸/۲۸ کے متعلق کہیں نہیں لکھا کہ اس کی شرح پہلے کردی گئی ہے۔ اس نے منتر ۲۸/۲۷ کے متعلق لکھا ہے منتر ۲۸/۲۸ تو اس جگہ ہے ہی نہیں اور نہ کسی اور سناتن دھرم کے شائع کردہ یجر وید میں ہے۔ یہ تو آریوں نے ہی اپنے وید میں گھسیڑ لیا ہے۔

۲ - سوم اگر مشترک المعنی ہے تو پہلے اس کے معنی قمر گیان کیوں کئے تھے۔ اب تو مان لیا کہ اس کے معنے موٹا تازہ کرنے والی بُوٹی یعنی بھنگ کے ہیں[۱]۔

۳ - آیت الرجم کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔

۴ - حوروں کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ کہ جس پر ہمارا ایمان ہے۔ ہاں ان کی حقیقت سمجھنے میں آپ کو غلطی ضرور لگی ہے۔ استریوں کے جھنڈ اور گندھرو جو سورگ لوک میں ملیں گے۔ ان کے متعلق حوالجات پہلی بحث میں دے چکا ہوں۔ آپ اپنے نئے معنوں کی سند پیش کیجئے۔ یہ ترجمہ کسی بھاشیکار (مفسر) نے کبھی نہیں کیا۔

۵ - اب آیئے ویدوں کی تعلیم کی طرف پرسوں بڑے زور سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے ویدوں کی توحید کو ثابت کرنیکا ادعا تھا۔ میں فی منتر دس روپیہ انعام دوں گا۔ اگر چاروں ویدوں میں سے یہ دکھا دو۔ کہ اوم ایک ہے ادھر اُدھر کے منتر نہیں سنوں گا۔ جو منتر آپ نے کل پیش کیا اس کی حقیقت بھی سن لیجئے۔ یہ کہنا کہ

---

[۱] کہ جس کی تعریف اور پینے کی تاکید چاروں ویدوں کے ۔۔۔ منتروں میں کی گئی ہے۔

نادو تیو رنانز تیو ر الخ

اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں تیسرا نہیں وغیرہ وغیرہ سے توحید ثابت رہے بالکل غلط ہے۔ اگر اس میں توحید کا ذکر ہے۔ تو بتائیے کس کے سوا کوئی دوسرا نہیں کوئی تیسرا نہیں۔ مثلاً میں کہ سکتا ہوں اس سورج کے سوا کوئی دوسرا نہیں کوئی تیسرا نہیں۔ یا مادہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں تیسرا نہیں یعنی مادہ ہی مادہ ہے۔ اور کچھ نہیں اس منتر میں اوم یا خدا کا ذکر ثابت کیجئے۔ یہ دکھائیے کہ اوم ایک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا اوم نہیں۔

پنڈت صاحب

۱۔ یجروید کے آخر پر اوم پرماتما کے دستخط ہیں۔ جس طرح کسی تحریر کے آخر پر بادشاہ کے دستخط ہوتے ہیں کہ یہ ہماری تحریر ہے۔ اسی طرح وید کے آخر پر اوم کھم اور برہم لکھا ہے۔ کہ جس کے معنی اوم محیط کل اور بڑا ہے۔

۲۔ آپ اوم کے ایک ہونے کے منتر پیش کرنے پر فی منتر دس روپیہ انعام رکھتے ہیں۔ سردست تیس روپیہ نکال کر رکھ دیجئے۔ میں تین منتر دکھانے کے لئے تیار ہوں۔

نوٹ:۔ اس پر مولوی صاحب نے تیس روپے کے نوٹ نکال کر صاحب صدر کی خدمت میں پیش کر دئے۔ اور پنڈت صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ منتر پیش کریں مگر پنڈت صاحب نے طرح دے کر کہا میں روپیہ انعام نہیں لیتا مگر منتر پیش کر دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کہا اوم ایک ہے ان الفاظ کے مترادف دکھلانے کی بجائے میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اوم ایک ہی ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کا تو مولوی صاحب کا مطالبہ ہی نہیں تھا۔ اس لئے ناظرین نے پنڈت صاحب کی شکست کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور سب کو معلوم ہو گیا کہ جب وید میں ایک خدا کا ذکر ہی نہیں ہے تو اور کیا

تعلیم ہو گی۔ اس وقت مناظرہ کا سین قابلِ دید تھا۔ ادھر مولوی صاحب کا بڑے زور کا چیلنج کہ چاروں ویدوں میں سے صرف ایک ہی حوالہ پیش کردو کہ جس میں خدا کے ایک ہونے کا ذکر ہو۔ ادھر پنڈت جی کا مطالبہ کہ تیس روپیہ نکالو۔ تین منتر پیش کرتا ہوں اور پھر باوجود پنڈت شو شرما۔ سوامی کرشنانند اور کئی ایک آریہ پنڈتوں میں بجلی کی لہر دوڑ جانے اور بھکشو (گداگر) کو خیرات دینے کے ایک بھی حوالہ نہ پیش کر سکنا ویدوں اور آریہ سماج کی بیچارگی کا سماں دیکھنے کے قابل نظارہ تھا)

۳ سنسکرت زبان اور وید میں لفظ اوم کا جمع کا صیغہ نہیں آتا اس سے یہ ثابت ہے کہ اوم ایک ہی ہے زیادہ نہیں ہو سکتے۔

۴ - اسی طرح یجر وید میں آتا ہے۔

" وشو دیوا ہ مادینام اوم پرتشٹھ"

سب دیوتا اوم کی پرتشٹھا سے ہیں۔ یعنی سب اوم کے سہارے سے ہیں۔

۵ منتہی الارب[1] میں لکھا ہے کہ اللہ ال الہ سے بنا ہے اور الہ کی جمع آلہہ ہے کہ جس کے معنی بہت سے معبودوں کے ہیں۔

---

[1] پنڈت جی کی عربی دانی قابل داد ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا کس کتاب میں لکھا ہے پنڈت جی نے اور بھی گھوٹ گھاٹ کر کہا منتہی الارب مولوی صاحب نے پھر پوچھا کونسی کتاب ہے؟ پنڈت جی نے کہا منتہی الارب منتہی الارب۔ منتہی الارب اور کونسی۔ یہ محض پنڈت جی کی قابلیت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ وہ کتاب کا نام تک تو پڑھنا جانتے نہیں۔ (مولف)

مولوی صاحب

۱۔ اگر اُوم پرماتما کے دستخط الہامی کتاب کے آخر پر ہی ہونے ضروری ہیں تو لیجئے۔ رگ وید۔ اتھرو اور سام وید کا تو فیصلہ ہو گیا۔ کیونکہ ان کے آخر پر اوم کے دستخط ندارد ہیں۔ پس تین وید تو یقیناً الہامی نہ رہے۔

۲۔۳۔ آپ کہتے ہیں کہ اوم کی جمع سنسکرت زبان میں نہیں آتی۔ سنسکرت زبان تو کہیں رہی خود وید میں اس کی جمع اوماسہ موجود ہے۔ کہ جس کے معنی نروکت کی مستند لغت میں اوِتارہ یعنی حفاظت کرنے والے لکھے ہیں۔ اور یہ وہاں وِشو دیواہ کی صفت واقع ہُوا ہے۔ پس اوم کسی خاص ہستی کا نام نہ رہا۔

۴۔ یجر وید کا جو منتر اوم کے لئے آپ نے پیش کیا ہے اس میں اوم کے معنی خدا کے ہیں ہی نہیں۔ بلکہ تمام مفسرین وید نے اس جگہ اس کے معنی "انگیکار" یعنی "ہاں" کے لکھے ہیں۔ اور اسے یگیہ کرنے والے یجمان کا جوابی کلمہ بتلایا ہے۔

۵ منتہی الارب ہماری کوئی کتاب نہیں۔ اس نام سے ہی آپ کی عربی دانی ٹپکتی ہے۔ اللہ ہرگز اَل اِلہ سے مرکب نہیں۔ عربی میں قاعدہ ہے کہ جس لفظ میں اَل اضافی ہو وہ حرف یا کے داخل کرنے پر گر جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ الرحمن۔ الرحیم وغیرہ۔ کہ جو یا داخل کرنے سے یا رحمن اور یا رحیم رہ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ میں اَل حقیقی ہے۔ کہ جو یا داخل کرنے سے نہیں گرتا بلکہ یا اللہ ہی رہتا ہے۔

۶۔ کل آپ نے وید کی یہ بھی ایک خوبی بتلائی تھی کہ وید کے معنی ودیا یعنی علم کے ہیں۔ مگر یہ نہ بتلایا کہ کس قسم کے علم کے؟ سنئے۔ جناب وید کا مصدر وِد ہے۔ کہ جس کے معنے دھاتو پاٹھ کنڈ وآدی گن میں

دھور تیا اور نیند کے لکھے ہیں۔ پس اس لفظ کے معنی ٹھگی یا ٹھگ ودیا کے ہیں۔ چنانچہ پہلے تو اپنے پرماتما کے متعلق ہی سنئے۔

"مانو ودھیر اندر ما پرا دا مانہ پریا بھوجنانی پرموشیہ"

اے اندر پرماتما ہم کومت مار۔ ہم سے علیحدہ مت ہو اور نہ ہمارے پسند کھانوں کو چور اور چروا

(ترجمہ کیلئے دیکھو سوامی دیانندجی کی آریہ بھوبنہ وغیرہ کتب)

پرماتما اور خدا کے متعلق چوری کرنے اور چوری کروانے کی صفات بیان کرنا کس قسم کی ودیا اور کس قسم کے لوگوں کا کام ہے یہ آپ خود ہی سمجھ لیجئے۔ میں کہوں گا تو شکایت ہو گی

۷۔ ویدوں میں سوائے دیوتاؤں کے کسی خدائے واحد کا قطعاً ذکر نہیں یہ دیوتا اگر خدا کے نام ہیں تو سنئے جہاں اگنی، اندر اور سورج وغیرہ دیوتا ہیں وہاں اُکھلی دیوی اور موسل دیوتا ہے۔ مینڈک دیوتا ہے۔ ڈھول دیوتا ہے۔ گنگا جمنا، ستلج، بیاس، راوی، چناب، جہلم، اور سندھ دیویاں ہیں۔ اور رگوید میں ایک دیوتا کا نام شِشن (عضو مخصوص) بھی ہے۔ پھر یہ دیوتا تین علیحدہ علیحدہ مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ زمین کے جو کے آسمان کے دیوتا۔ اگنی زمین کا ہے دیوتاؤں کو ہماری نذریں پہنچانا۔ اور ان کو یگیہ میں بلانا۔ اس کا کام ہے۔ کیا یہ خدا کا نام ہو سکتا ہے۔ سنسکرت گرامر کی بنا پر نہیں بلکہ لغت کی بنا پر ثابت کرو کہ اگنی وغیرہ نام اوم پرماتما یا خدا کے ہیں۔ کیونکہ سنسکرت گرامر تو اسقدر خراب ہے کہ اس کی رو سے اچھے سے اچھے لفظ کے بُرے معنی اور بُرے سے بُرے لفظ کے اچھے معنی ہو سکتے ہیں اور یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔

پنڈت صاحب

۱ - ویدوں میں پرماتما کو چور نہیں کہا گیا - بلکہ سنسکرت کا محاورہ یہ ہے کہ جس میں جو صفت نہ ہو اس سے اس کام کی پرارتھنا (دعا) کی جاتی ہے۔ گویا اس میں چوری کی عادت نہیں ہے۔

۲ - اوم کے معنی بے شک انگیکار یعنی ہاں کے بھی ہیں۔ رشی لوگ جب ہاں کہنا ہوتا تھا تو بھی اوم ہی کہتے تھے۔

۳ - آپ نے اُکھلی اور مُوسل دیوتا کا مذاق اُڑایا ہے یہ تو سنسکرت کے الفاظ ہی نہیں ان کے لئے کوئی اور نام ہوں گے۔ اگر ہمارے ہاں ان کو دیوتا کہا گیا ہے تو آپ کے ہاں بھی ابوہریرہ یعنی بلیوں کا باپ صحابی ہے آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے۔

۴ - قرآن شریف میں اللہ کو مکر کرنے والا کہا گیا ہے - واللہ خیر الماکرین اور اللہ اچھا مکر کرنے والا ہے - خدا کی پنڈلی کا بھی ذکر ہے۔ جس دن کھول جائے گی پنڈلی یوم یکشف عن ساق۔

۵ - قرآن شریف تو صرف متقیوں کو ہدایت دینے والا ہے سب کے لئے یہ ہدایت نہیں۔

۶ - اوماسہ کا لفظ اوم کی جمع نہیں بلکہ اوم اور آسہ سے مرکب ہے کہ جس کے معنی حفاظت کرنے والا اور اس کے دوستوں کے ہیں۔ یا جو اس کے نزدیک بیٹھنے والے ہوں۔

۷ - اگنی اندر وغیرہ ایک ہی پرماتما کے نام ہیں۔ جیسا کہ وید خود کہتا ہے۔

ایکم ست وپرو بہودھا ودنتی

وہ ایک ہے۔ مگر علماء اس کو بہت کر کے کہتے ہیں۔

۸ - دیوتاؤں کے جدا جدا کام اس لئے ہیں کہ جیسے قرآن شریف میں

خدا کو مینہ برسانے والا اور ہوائیں بھیجنے والا کہا گیا ہے۔ اسی طرح اگنی وغیرہ کے کام علیحدہ علیحدہ بتائے گئے ہیں۔

۹۔ قرآن شریف میں لکھا ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی اس قرآن کے ساتھ بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ دیکھئے قرآن کا خدا گمراہ کرنے والا ہے۔

۱۰۔ آپ سنسکرت گرامر (صرف و نحو) کو Defective (خراب) بتلاتے ہیں۔ حالانکہ ایک عیسائی لکھتا ہے۔ ایرین زبانوں میں سنسکرت سب سے اعلیٰ زبان ہے۔ سید امیر علی صاحب بلگرامی تمدن ہند میں لکھتے ہیں کہ عربی اور فارسی رسم الخط نے ان زبانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے مثلاً پُوری کو عربی میں فوری لکھتے ہیں۔

مولوی صاحب

۱۔ اندر پرمیشور کو چوری کرنے اور کروانے کی لت ہے۔ جبھی تو وید میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ نہ ہمارے پیارے کھانوں کو چرا اور نہ چروا۔ جسے چوری کی عادت نہ ہو اُس سے یہ دُعا کرنا ہی فضول ہے اور نہ یہ دنیا بھر کی کسی زبان کا محاورہ ہے کہ جس میں طاقت نہ ہو اس سے دعا کی جائے۔ یہ محض ٹال مٹول کا نامعقول جواب ہے۔ اس سے پرمیشور کی چوری کی عادت نہیں دور ہو سکتی۔ اس کے ٹھگ و عیار ہونے کا اور نمونہ دیکھئے۔ یجروید ادھیائے ۱۶ میں آتا ہے 'تسکرا نام پتئے نمہ' ڈاکوؤں کے مالک کو تعظیم۔ استاینوں نام پتئے نمہ' چوروں کے سردار کو تعظیم 'نمو ونچتے' ٹھگوں کے لئے تعظیم 'نکنتم چرد بھیو نمہ' رات کو چل پھر کر چوری کرنے والوں کے لئے تعظیم۔ 'وکرنتا نام پتئے نمہ' گانٹھ کترنے والوں کے سردار کو تعظیم۔ اس کے جواب میں یہ نہ کہہ دینا کہ ایک جگہ نمہ کے معنی اناج کے ہیں اور دوسری جگہ تعظیم کے

اور تیسری جگہ سزا اور ہتھیار کے۔ کیونکہ یہ امر اصول فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے کہ ایک ہی نمہ سے نیک و بد دونوں کو ہانکا جائے۔ اور اگر عقل سے معنی لگانے ہیں تو نمہ کی یہ ساری گردان ہی فضول ہے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ جو جیسا ہو ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرو۔ اگر نمہ کے معنی چھری مارنا اور تعظیم کرنا دونوں ہیں تو مجھے جو کہ دیا کرتے ہو کہ مولوی صاحب نمستے! تو میں کیا سمجھوں کہ میری تعظیم کرتے ہو یا مجھے گالی دیتے ہو۔

۲۔ اوم کے معنے "ہاں" کے آپ نے قبول کر لئے اور لغت میں بھی لکھا ہے۔ پس یہ یقیناً خدا کا نام نہ رہا۔

۳۔ الوکھل اور موسل سنسکرت کے ہی الفاظ ہیں۔ اور یہ بطور زبوی دیوتا وید میں گائے بھی گئے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ میں نے تو ایک اور بھی خاص الخاص دیوتا بتایا تھا۔ اُس کو تو آپ پی ہی گئے۔ (دیکھو صفحہ ۹۷) نام تک نہ لیا۔ ابوہریرہ کے معنی بلیوں کا باپ۔ ان کی بلیوں سے محبت کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔ آپ کے ہاں تو شنہ شیپ بھی بہت بڑے رشی ہیں۔ سنسکرت میں شنہ کتے کو کہتے ہیں۔ اور شیپ کے معنی آپ جانتے ہی ہیں۔ میں کیا بتلاؤں۔

۴۔ عربی میں مکر دو طرح کا ہے۔ ایک محمود اور دوسرا مذموم۔ خدا کو خیر الماکرین یعنی نیک تدبیر کرنے والا کہا گیا ہے۔ آیت یوم یکشف عن ساق الخ میں خدا کی پنڈلی کا کوئی ذکر نہیں۔ قرآن سے دکھلائیے خدا کی پنڈلی کہاں لکھی ہے۔

۵۔ ویدوں پر میرے اعتراضات کو چھوڑ کر قرآن شریف پر اعتراضات کرنے جانا آپ کی شکست کی دلیل ہے۔ کیا دو دن تک اعتراضات کر کے پیٹ سیر نہیں ہوا۔ کہ آج اپنی باری بھی ہم ہی پر ٹال

رہے ہیں۔ قرآن کریم ھدیً اللناس ہے۔ سب لوگوں کے لئے ہدایت ہے ھدیً المتقین بھی ہے۔ کہ جو اس پر چلتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

۶۔ ادماسہ۔ ادم اور آسہ کا مرکب نہیں اس کا ثبوت دیجئے۔ یہ جمع کا صیغہ (Vocative plural) ہے۔ تمام لغتیں سنسکرت زبان کی یہی بتلاتی ہیں۔ یہاں تک کہ نرکت میں بھی اس کا ترجمہ "اونارہ" یعنی حفاظت کرنے والے کیا ہے۔ اور خود وید نے اس کو وشو دیواہ کی صفت بتایا ہے۔

۷۔ کسی لغت میں سے دکھا دو کہ اگنی اندر وغیرہ ادم کے نام ہیں۔ ستت پرکرتی یعنی مادہ کو بھی کہتے ہیں۔ پس یہ کیوں نہ کہا جائے کہ اگنی اندر وغیرہ مادہ کے ہی نام ہیں۔ اور یہ ہے بھی سچ۔

۸۔ اگنی زمین کا دیوتا ہے۔ اندر جوّ کا ہے۔ سوریہ آسمان کا ہے۔ نام الگ۔ جگہ الگ۔ کام علیحدہ علیحدہ۔ یہ خدا کے نام کیسے ہو گئے۔

۹۔ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو نیک ہوتے ہیں خدا ان کو گمراہ کرتا ہے۔ بدوں کو بطور سزا گمراہی کا فتویٰ ضرور ملتا ہے۔

۱۰۔ میرا اعتراض سنسکرت گرامر (قواعد زبان) کے خراب ہونے کے متعلق تھا۔ آپ عربی رسم الخط پر خواہ مخواہ برس پڑے۔ اگر ہم پوری کو فوری عربی میں لکھتے ہیں تو آپ بھی تو منظفر کو مجھفر اور غلاف کو گلاپھ لکھتے ہیں۔ واہ سبحان اللہ کیا صحیح تلفظ ہے۔

پنڈت صاحب

۱ ۔ ویدوں کے پرمیشور کو تو چوری کی عادت نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ محاورۂ زبان ہے۔ کہ جس میں جو طاقت نہ ہو اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ ایسا نہ کرو۔ ویدوں میں چوری کی تعریف اور تعظیم نہیں ہے۔ اور نہ نمہ کے معنی تعظیم کے ہیں بلکہ نمہ کے معنی اناج یا کھانا دینے کے ہیں۔ جو رب جگہ لگ سکتے ہیں۔ چوروں کو اور ٹھگوں کے مالک کو بھی کھانا دینا چاہیئے۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ یہ بھی آپ نے خوب کہا کہ عقل سے معنی نہیں کرنا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں کہ عقل سے ہی تو معنی کرنا چاہیئے۔ نہ کہ بے عقلی سے۔

۴ ۔ مکر کے معنی آپ نے اچھے اور برے دو طرح کے بتلائے ہیں۔ اسکا ثبوت دیجئے۔ کسی جگہ لکھا ہوا ہے۔ عربی لغت میں تو مکر کے معنی حیلہ کرنا و اوکھیلنا لکھا ہے۔ کسی معتبر لغت کا حوالہ دیجئے۔ خدا کی پنڈلی نہیں تو اور کس کی پنڈلی کھولی جائے گی۔ حدیث میں تو صاف لکھا ہے یوم یکشف عن ساقہٖ کہ خدا اپنی پنڈلی کھولے گا۔ یہاں تو ساقہٖ ہے نا۔

جو خدا کی پنڈلی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی ترجمہ کے حاشیہ میں خدا کی پنڈلی لکھا ہے۔

۵ ۔ اوماسہ ہرگز اوم کی جمع نہیں بلکہ اوم اور آسہ دو لفظوں کی ترکیب سے اوماسہ بنا ہے۔ کہ جس کے معنی اوم یعنی پرماتما کے پاس بیٹھنے والوں کے ہیں۔ ہمارے سنسکرت لٹریچر میں کہیں بھی اوم کی گردان نہیں آتی۔ نہ اس کی جمع آتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ اوم واحد ہی ہے۔ اور ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کی گردان نہیں ہوتی۔

۶ - ویدوں میں دیوتاؤں کا جو ذکر ہے اس کو آپ نے نہیں سمجھا۔ منتر اصل میں تین طرح کے ہیں۔ پرتیکش کرت۔ پروکش کرت اور ادھیاتمک۔ جن منتروں میں غیب کے صیغہ میں کسی دیوتا کا ذکر ہے۔ وہ پروکش کرت منتر کہلاتے ہیں۔ جن میں خطاب مخاطب کے صیغہ میں ہے۔ وہ پرتیکش کرت جن میں متکلم کے صیغہ میں خطاب ہے۔ وہ ادھیاتمک منتر ہیں۔ اس کو سمجھ کر منتروں کا ترجمہ کرنا چاہئے۔

۷ - قرآن کا خدا بیماری زیادہ کرتا ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر اللہ نے ان کی بیماری کو زیادہ کردیا۔

۸ - اگر ہمارا نمہ دودھاری تلوار ہے کہ جس کے معنے چھری اور سلام دونوں ہیں۔ تو آپ کے ہاں بھی السام علیکم کے یہی معنی ہیں یعنی تم پر موت ہو۔

مولوی صاحب

میں پہلے بھی کہ چکا ہوں کہ جس میں طاقت ہو اسی سے دعا بھی کی جاتی ہے۔ اگر پرمیشور میں چوری کرنے اور چروانے کی عادت نہ ہوتی تو وید میں یہ دعا ہرگز نہ سکھائی جاتی۔ اگر لفظ نمہ کے معنی تعظیم کے نہیں ہیں۔ تو "پرجاپتئے نمہ" کے معنی کیا ہیں۔ کیا پرجاپتی پرماتما کو بھی اناج دو گے۔ اور کھانا کھلاؤ گے۔ ویدک پرمیشور نے جب ایک ہی نمہ سے سب کام لے لیا تو یہ قانون ہی مبہم اور ذومعنی ہو گیا کہ جس کا دنیا اور نہ دنیا برابر تھا۔ اگر شریعت کو عقل سے ہی بنانا ہے تو ویدوں کا الہام ہی فضول تھا۔

۲- مکر محمود اور مکر مذموم کا ذکر ہماری لغت کی تمام اعلیٰ کتابوں میں موجود ہے۔ مفردات راغب میں ہے کہ عربی زبان میں لفظ مکر بذاتِ خود بُرے معنی نہیں رکھتا۔ اس لئے اس پر الفاظ خیر اور سُوئی داخل کئے جاتے ہیں کہ جن کے معنی نیک تدبیر اور بری تدبیر کے ہیں۔

۳- کشف ساق محاورہ عرب ہے کسی سخت امر کے اظہار کے لئے۔ اس کے معنی پنڈلی کھولنے کے نہیں ہیں۔ یوم یکشف عن ساقٍ کے معنی ہیں جس وقت وہ سخت امر ظاہر ہوگا۔ حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے سخت امر کو ظاہر کرے گا۔ اس کے لئے شارحین حدیث کی شروح کو دیکھئے۔

۵- اواسہ کا مفصل جواب پہلے دے چکا ہوں۔

۶- دیوتاؤں کا ذکر خواہ غائب کے صیغہ میں ہو خواہ مخاطب اور متکلم کے صیغہ میں۔ بہر حال ذکر تو دیوتاؤں کا ہی ہوگا۔ خدا کا تو نہ ہُوا۔ آپ لغت یا کسی وید منتر سے دکھائیے کہ یہ دیوتا فی الحقیقت اوم کے صفاتی نام ہیں۔ اور یہ آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ پس ویدوں میں توحید کا نام و نشان تک نہ ہُوا۔ ہاں کثرت آلہہ یا دیوتا کا ذکر ضرور ہے۔

۷- جو بیمار ہیں اور پرہیز نہیں کرتے خدا کا قانون ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ اُن کی بیماری کو زیادہ کر دیتا ہے کیا یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ نہیں ہے۔

۸- آپ نے نُمنہ کی دو دھاری تلوار کا جواب السام سے دیا۔ شاید آپ سام اور سلام میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔ سام اور لفظ ہے اور سلام اور۔ ان دونوں کے معنوں میں فرق ضروری ہے۔ مگر ایک ہی نُمنہ کے معنے سلام بھی ہوں اور اسی کے معنے چھُری مارنا بھی ہوں یہ ویدوں کی سنسکرت کا ہی کمال ہے۔

۹۔ وید منتروں میں پرمیشور کو چوری کرنے والا اور چوری کروانے والا کہا گیا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے آپ ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ کہ جو آپ کو بچا نہیں سکتا۔ پہلے تو صرف چوری کرنے کے منتر پیش کئے گئے تھے۔ اب دیکھیے ٹھگ ودیا کا اور کمال یعنی چوری کروانے کے منتر بھی سن لیجئے۔

سَوَپتو ماتا سوپتو پِتا سوپتو شوا سوپتو وِشپتی
سوپنتو آسی جنیا تیہ سوپتو ایم ابھتہ جنہ یہ آستے یشچرتی
یشچ پشنن وِشپتی
تیشام سنم ددھموا شئینی یتھا ادم ہرمیم تتھا اکشیتی

ماں سو جائے باپ سو جائے کتا سو جائے گھر کا مالک سو جائے۔ یہاں کے جاگنے والے سو جائیں ارد گرد کے لوگ سب سو جائیں۔ جو بیٹھا ہے جو چلتا ہے جو کھڑا ہوا خاص طور پر دیکھتا ہے۔ ان سب کی آنکھوں کو ہم بند کرتے ہیں۔ جیسے یہ دولت والا گھر بند ہے۔ کیا اب بھی آپ کو اس کے ٹھگ ودیا ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۱۰۔ میں نے سنا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب میں آپ نے شادی کو۔ دور کے رشتوں میں کرنے کے لئے ویدوں کا ایک منتر دوہیتا پیش کیا تھا۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ یہ کس وید کا منتر ہے؟

پنڈت صاحب

اصل میں لفظ "نمہ" کے معنی یتھا یوگیہ سنکار یعنی جو جیسا ہو ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرنا ہے پس یہ معنی ہر جگہ لگ سکتے ہیں۔ پرماتما کی تعظیم کرو۔ چوروں کو سزا دو۔ سانپوں کو مارو یعنی ہر جگہ نمہ کے معنی جیسے کے ساتھ ویسا سلوک کرنا ہیں۔

۲۔ آپ نے نرک کے معنوں کے لئے مفرداتِ راغب کا حوالہ دیا۔ یہ کوئی مستند لغت نہیں۔ وہ تو اعتراضات کے جواب دینے کے لئے لکھی گئی ہے۔

۳۔ دیوتا ہر مفید شے کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ نرُکت میں لکھا ہے دیوو وانا دِوَا دِیپ نا دوا دیت نا دوا دیو ستھانو بھوتی اِتی وا۔ دیوتا دینے سے ہے۔ جو ہمیں فائدہ دیتا ہے وہ دیوتا ہے۔ ان کی تعریف ضرور ویدوں میں لکھی ہے۔ بلکہ چیونٹی سے لے کر سورج تک کی تعریف وید میں ہے۔ یہی تو ویدوں کا کمال ہے۔

۴۔ ویدوں میں پرماتما کے چوری کرنے اور کروانے کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ قرآن کا خدا گمراہ کرتا ہے۔ مسخراپن کرتا ہے۔ اللہ یستھزء بھم۔ جو منتر چوری کے آپ نے پڑھے ہیں ان میں یہ ذکر ہے کہ سب جانتے ہیں مگر پرماتما جاگتا ہے۔ چنانچہ اس کے آگے یہ منتر ہے۔

سَہَسر شِرنگو ورِکھبو یہ سمدرات اُداچرت
تینا سَہَسینا وَیَم نی جنان سوا پیامسی

ہزاروں طاقتوں والا۔ علوم والا پرماتما سب سوتے ہیں تو جاگتا ہے وہی ایک اکیلا جاگتا ہے۔

موذی صاحب

پہلے تو آپ نے لفظ نمہ کے معنی کھانا دینے کے بتلائے تھے۔ اب تیتھا یوگیہ ستکار یا جیسے کے ساتھ ویسا سلوک کرنا اچھے اور برے دیوتا اور موذی سب کو ایک ہی نمہ سے ہانکنا مبہم تعلیم ہے۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ جب ایشور کے لئے بھی نمہ ہے پھر

کے لئے بھی۔ سانپ کے لئے بھی تو بتلایئے اس کا فائدہ؟ نمہ کی لمبی چوڑی گردان کے بدلے ایک جملہ میں کہ دیا جا سکتا تھا۔ کہ جیسے کے ساتھ ویسا سلوک کرو۔

۲۔ معاف فرمایئے۔ اگر آپ کی علمیت یہی ہے کہ آپ کو مفرداتِ راغب کوئی نئی کتاب معلوم ہوتی ہے کہ جو اس زمانہ میں آریوں کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ تو میں اس سے زیادہ معتبر لغت بتانے سے معذور ہوں۔ مگر یہ تو بتایئے کہ یہ لغت کس کی لکھی ہوئی ہے۔

۳۔ دیوتا صرف مفید ہی اشیاء نہیں ہیں وہ بھی ہیں کہ جن سے انسان طبعاً ڈرتا ہے۔ وید میں ہے " سرپے بھیو نمہ" سانپوں کے لئے تعظیم یہ بھی دیوتا ہیں۔ رُدّر جو رُلانے والا ہے۔ وہ بھی دیوتا ہے۔

۴۔ اندر پرمیشور سے چوری کرنے اور کروانے کا منتر آپ سُن چکے چوروں اور ڈاکوؤں کے لئے آداب و تسلیمات کے منتر گوش گذار کئے گئے۔ چوری کرنے جائے تو کون سے منتر پڑھے وہ سب سُنا دیئے گئے۔ اب بھی آپ ٹھگ ودیا کے قائل نہ ہوں تو ہمارا کیا قصور؟ باقی رہے آپ کے مسلمانوں کے خدا پر طعن۔ جو محض اپنے ایشور کو بچانے کیلئے دیئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کا خدا ہرگز ہرگز مسخراپن نہیں کرتا البتہ مسخراپن کی سزا ضرور دیتا ہے۔ اللہ یستھزئ بہم کے یہی معنے ہمارے تمام معتبر مفسرین نے کئے ہیں۔

جو منتر میں نے چوری کے پڑھے ہیں ان میں خدا کے جاگنے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس میں تو گھر کی حفاظت کرنے والوں کو سُلا کر صرف چوری کرنے کا ذکر ہے۔ جو منتر آپ نے پڑھا ہے اس میں سورج دیوتا کا ذکر ہے۔ کہ جس کو ہزاروں سینگوں یا کرنوں والا بتا کر اُس کی طاقت سے لوگوں کو سُلانے کی دعا ہے۔ جو ترجمہ آپ نے کیا ہے اس کی کوئی

سند نہیں۔ جو مطلب ہیں تے بتایا ہے اُس کی سند پرانی تفسیر سائنا اچاریہ ہے۔ نیتی منجری اور کاشک سوتر ہیں۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہ چوری کے منتر ہیں۔

۵۔ آپ نے دُدہنا۔ دُوریہنا یعنی لڑکی دوُر بیاہنی چاہیئے۔ اس کا کوئی حوالہ نہ دیا۔ مذہبی مناظر ہو کر ویدوں کے ذمہ جھوٹ افترا کرتے ہو بڑے شرم کی بات ہے۔

پنڈت صاحب

وید کے الفاظ کثیر المعانی ہیں۔ لفظ کے معنے موقع اور محل کے لحاظ سے لگانے چاہئیں "دُمہ" کے معنی اناج بھی ہیں۔ بیتھایوگیہ سنسکار یعنی جیسے کے ساتھ ویسا سلوک کرنا بھی۔ اور ہتھیار مارنے کے بھی ہیں۔ تعظیم کے لئے بھی آتا ہے۔ عقل سے کام لے کر ترجمہ کرنا چاہیئے۔

۲۔ مفرداتِ راغب کوئی معتبر لغت کی کتاب نہیں۔ یہ تو بعد میں قرآن شریف کے جوابات کے لئے لکھی گئی۔

۳۔ استہزا کے معنی مسخراپن کے ہیں تو اللہ یَسْتَھزِءُ بِھِم کے معنے یہ ضرور ہوں گے کہ اللہ مسخراپن کرتا ہے۔

۴۔ آپ نے بہت سے منتر سُورگ لوک کے متعلق پیش کئے تھے۔ وہ سب جھوٹ ہیں۔ ہمارے کسی وید میں نہیں لکھا ہُوا کہ نیک مردوں کو استریوں (عورتوں) کے جھنڈ کے جھنڈ ملیں گے۔ ہاں تو یہ ذکر ہے کہ جو لوگ دھرماتما ہیں وہ عورتوں میں رہتے ہوئے بھی شہوت پرستی نہیں کرتے۔ ان کے دل میں استریوں کے جھنڈ برے خیالات پیدا نہیں کرتے۔

۵ - اور گھوڑے گھوڑے کے برابر خصیے رکھنے والے گندھردوں کا بہشت میں ہونا بالکل جھوٹ ہے - بلکہ سفید جھوٹ ہے کہ جو آپ نے ویدوں پر باندھا ہے -

۶ - قرآن کی جان تو وید کا ایک منتر ہے - اور وہ یہ ہے :-

اگنی نئے سُپتھا رئے اسمان وِشوانی دیو دیونانی ودوان

یوودھی اسمت جہورانم اینہ بھویشٹھام نم اُکتم ودھیم

(یجر ۵/۳۶)

اے اگنی دیوتا ست کے مارگ صراط مستقیم پر ہم کو چلا کر سب اعلیٰ چیزیں ہمیں عطا کر - اے سب مارگوں اور راہوں کے جاننے والے ہم سے گمراہ کرنے والے گناہ کو دُور کر -

ہم صرف آپ ہی کی اپاسنا (عبادت) کرتے ہیں -

دُور رہتا وید کا حوالہ نہیں - نزدیک کا ہے - سب کچھ وید میں موجود ہے - کوئی نئی بات نہیں کہ جو قرآن نے پیش کی ہو -

---

مولوی صاحب

ویدوں کے الفاظ کثیر المعانی ہیں تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں - قانون اور شریعت کی کتابوں میں خصوصیت سے الفاظ کے استعمال میں احتیاط ہونی چاہیئے - تاکہ صداقت مشتبہ اور ملتبس نہ ہو جائے - آپ غور کیجئے یجروید کے ادھیائے ۱۶ میں اچھی بُری سینکڑوں اشیاء اور اشخاص کے ساتھ لفظ نمہ کی گردان کی گئی ہے - اگر کوئی نمہ کے ایک ہی معنی لے کر دیوتاؤں سانپوں - چوروں - ڈاکوؤں کی پوجا کرنے لگ جائے تو قصور وید کا ہوگا نہ کرنے والے کا - اگر اس کے معنے صرف بتھا یوگیہ ستکار یعنی جیسے کے ساتھ

ویسا سلوک کرنا ہیں تو لفظ "نمہ" کی اس طویل گردان کا کیا فائدہ - اگر کوئی فصیح اللسان ہوتا تو صرف اتنا کہ دیتا کہ جیسے کے ساتھ ویسا سلوک کرو۔

۲ - مفردات راغب کے متعلق پہلے کہ چکا ہوں قرآن کریم کی سب سے مستند لغت یہی ہے - اور بہت پرانی ہے آج کل کی نہیں -

۳ - کسی بدی کے بدلہ میں جو سلوک ہوتا ہے وہ اس کی سزا کہلاتا ہے - کفار استہزار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو ان پر لوٹا دیتا ہے - کہ وہ خود حقیر اور ہنسی کی جگہ بن جاتے ہیں -

۴ - سورگ لوک (بہشت) میں عورتوں کے جھنڈ ملیں گے منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے (نیشام) نہیں ان کے (ششنم) عضو خاص کو (پردہتی) ضائع کرنا یا جلاتا (جات ویدہ) اگنی دیوتا (سورگے) بہشت کے (لوکے) عالم میں (بہو) بہت سے (استریتم) عورتوں کے جھنڈ میں - (الیشام) ان کے لئے -

ترجمہ - ان کے عضو خاص یا قوت باہ کو اگنی نہیں ضائع کرتا - بہشت میں ان کے لئے بہت سی عورتوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہیں -

۵ - وید کہتا ہے وہی بہشتی لوگ "گندھرو بیہ مدنتے" گندھرووں کے ساتھ مزے اڑائیں گے - گندھرو کون ہیں - وید خود ہی بتاتا ہے - "کمبھ مشکاہ" ان کے بیضتین گھڑے کے برابر ہیں - پھر برہمن گرنتھ کہتے ہیں استری کا ماہ وی گندھروۃ" عورتوں کی خواہش والے گندھرو ہوتے ہیں -

۶ - کوئی وید منتر قرآن کی جان نہیں - بلکہ یہ منتر ہی بے جان ہے - کہ جس میں اگنی دیوتا سے مردہ جلانے وقت دعا مانگی جاتی ہے کہ مردہ کو سیدھے سورگ لوک میں لے جاؤ - اب اس ساری بحث کا خلاصہ بھی سن لیجئے -

۱۔ ویدوں میں حد سے زیادہ تحریف ہے۔ کمی ہوئی ہے اور بیشی بھی کی گئی ہے۔ ۱۱۳۱ وید کے نسخوں میں سے آپ صرف چار کو مانتے ہیں۔ یہ کمی کی مثال ہے۔ ایش اپنشد جو رشی کی تصنیف ہے ویدوں کے ساتھ لگا دیا گیا یہ بیشی ہے۔ مختلف مطابع کے آریہ اور سناتنی وید باہم مختلف ہیں۔ کشمیر، پنجاب اور دکن کے پنڈت ایک ہی وید کے علیحدہ علیحدہ نسخے مانتے ہیں۔ آریوں نے اجمیر کے چھاپے ویدوں میں بہت گڑ بڑ کی ہے۔

۱۱۳۱ میں سے ۱۱۲۷ شاکھا تفاسیر ہیں۔ تو یہ چار بھی شاکھا یعنی تفاسیر ہی کہلاتی ہیں۔ اس صورت میں اصل وید کا پتہ لگائیے۔

۲۔ ویدوں میں توحید کا نام و نشان تک نہیں۔ دیوتا پرستی کی تاکید ضرور ہے۔ کہ جس میں اوکھلی۔ موسل۔ مینڈک اور ۔۔۔خاص تک بھی دیوتا ہیں۔ گنگا۔ جمنا۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم سب دیویاں ہیں کہ جن سے دعائیں مانگنا وید نے سکھایا ہے۔

۳۔ اوم ایک ہے۔ یا سہ اوم ایکہ چاروں وید میں کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ اوماسہ اور اُوماہہ اس کی جمع ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہے۔ کہ اوم بہت سے ہیں۔

۴۔ رگ وید۔ سام وید اور اتھرو وید پر اوم کے دستخط نہیں۔ پس آپ کے معیار کی رُو سے بھی وہ الہامی نہیں۔ یجر وید میں بھی اوم کے دستخط ایش اپنشد پر ہیں۔ وید پر نہیں۔ لہذا یہ بھی الہامی نہ ہُوا۔

۵۔ وید وِد دھا تو یا مصدر سے ہے کہ جس کے معنے ٹھگی کے ہیں۔ پس یہ ٹھگ وِدیا کا نام ہے۔ اندر پرمیشور کو چوری کرنے اور کروانے والا کہا گیا ہے۔ چوروں۔ ڈاکوؤں گٹھ کتروں کی اس میں تنظیم سکھائی

گئی ہے۔ چوری کرنے کے منتر سکھلائے گئے ہیں۔ ویدوں کی زبان مہمل مبہم اور فصاحت و بلاغت سے خالی ہے۔

پنڈت صاحب

(اس کے بعد پنڈت صاحب قرآن شریف پر نئے اعتراضات کرنا چاہتے تھے۔ مگر پریذیڈنٹ صاحب نے اسکو خلاف آداب مناظرہ قرار دے کر روک دیا۔ اس پر کچھ دیر تک پریذیڈنٹوں کی آپس میں بحث رہی۔ پنڈت صاحب کو نئے اعتراضات کرنے پر اصرار رہا۔ کہ جس کا ان کو اصولاً کوئی حق نہ تھا۔ ورنہ پھر ہمیں بھی جواب کا موقع ملنا چاہیئے تھا۔ ہر چند ان سے یہ کہا گیا کہ آپ صرف ہمارے اعتراضات کا جواب دیں۔ مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ یہاں تک کہ مناظرہ کے اختتام کی گھنٹی بجی۔ اور پنڈت جی نے مندر کی راہ لی ۔